



ناول: دل تو نے چسایا

از قلم زون شاہ - - -

ماہی بیٹا کہا جا رہی ہو اس وقت؟ "راشدہ بیگم اس کی ڈریسنگ پر نگاہ دو راتی ہوئی بولیں جو کہ نہایت ہی "نازیبا لباس میں تھی۔۔۔

ماہین منہ بنا کر پلٹی۔۔۔

آپ کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے۔ ہزار دفعہ منع کیا ہے کہ مجھ سے یہ فضول سوالات نا پوچھا کریں۔ پہلے "کبھی جواب دیا ہے جواب دوں گی وہ بد تمیزی سے کہتی چلی گئی۔۔۔

پیچھے راشدہ بیگم افسوس سے سر جھٹک کر رہ گئیں۔۔۔۔۔

ماہین بلاشبہ بہت حسین تھی

دودھ سی نکھرتی، رنگت پشت پر پھیلے لمبے کالے سلکی بال، متناسب سراپہ، اور اسکی بے نیازی اسے سب سے الگ بنائی تھی

بس وقت نے اسے تھوڑا ضدی اور سرکش بنا دیا تھا اور کچھ راشدہ بیگم کی نفرت نے۔ دراصل راشدہ بیگم ماہین کی سوتیلی ماں تھیں۔ ذوالفقار صاحب کا تو راشدہ بیگم سے شادی کے تین سال بعد ہی انتقال ہو گیا تھا۔

وہ جیسے ہی کلب پہنچی جمی کو دیکھ کر اسکا موڈ اچھا ہو گیا

"hey jimmy how are you?"

"تم کچھ خاص خوش نہیں لگ رہیں "well I m good but

جمی نے اسکا اوپر سے تک کا جائزہ لیتے ہوئے کہا

"nahi yaar tum to jaantay hi ho us silly lady ko jo meray ghar may

rehty hain"

ماہین نے منہ بنا کر کہا

اچھا خیر چلو چھوڑو انھیں، چلو چل کر ڈانس کرتے ہیں "وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ڈانس فلور پر لے گیا"

"ابے سالے اج کا کیا موڈ ہے یہیں سے پسند کرے گا یا جو لیانا سے کہ کربک کراؤں کسی کو؟"

حماد نے کمینگی سے انکھ دبا کر سالار مصطفیٰ سے کہا تھا۔۔۔

سالار مصطفیٰ جو اپنے نام کی ہی طرح شاندار تھا۔ ماں باپ کا اکلوتا ولاڈلا تھا۔ گندمی رنگت، ماتھے پر اتے

بال، نشے میں ڈوبی انکھیں اسے اور شاندار بناتی تھیں۔

حماد اسے اس کے نام کی وجہ سے ہی سالے کہتا تھا

"چھوڑ تو جو لیا نا کو، وہ دیکھ سامنے بلیک ڈریس والی کو"
 وہ ماہین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا تھا۔
 "اب دیکھ تیرا بھائی کیسے سیٹ کرتا ہے اسکو"
 کہتے ہی سالار ماہین کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

وہ جمی کے ساتھ کیل ڈانس کر رہی تھی کہ اس کو اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا، وہ مری ہی تھی کہ
 اس کا پیر لڑکھڑایا اور اگلے ہی لمحے وہ سالار کی باہوں میں تھی۔۔
 "ایو ٹیفل"

اپنی انگلیوں سے اسکے بال اسکے کان کے پیچھے کرتے ہوئے بے ساختہ ہی اسکے منہ سے نکلا۔
 وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔

"Whats your good name sweet heart?"

سالار نے پھر ایک قدم اسکی طرف بڑھاتے پوچھا تھا
 اسنے اس پر ایک تھمکی نگاہ ڈالی اور بنا کچھ کہے واپس جانے لگی۔ سالار نے ایک دم سے اسکا ہاتھ پکڑا اور جھٹکا
 دیا تو وہ اسکے سینے سے لگی۔۔

وہ فوراً ایک جھٹکے سے دور ہوئی

"What the hell you are doing? stay away from me and just leave my hand"

اسکے تو جیسے کسی نے آگ لگا دی ہو

"if i not"

اسنے ایک ابرو اوپر اٹھا کر پوچھا

"تو پھر یہ"

یہ کہتے ہی اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اسکے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ سالار کی اسکے ہاتھ پر گرفت ہلکی ہوتی محسوس کر کے وہ ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑاتی چلی گئی۔

وہ اپنی دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے، لال انکھیں لیے وہیں کھڑا تھا گلے ہی پل اس نے بار ٹیبل پر ہاتھ مارا اور چلایا تھا

"you have to pay for this silly girl!"

اور وہاں سے چلا گیا۔

#*****#

"یار ماہی تم نے اچھا نہیں بیچارے کے ساتھ۔ اس نے سرف ہاتھ ہی تو پکڑا تھا نا"

جی صبح ہوتے ہی اس سے ملنے چلا آیا تھا۔

تم تو چپ ہی کر جاؤ ایسے معاملوں میں کیسے بھیگی بلی بن جاتے ہو"

"۔ دوست ایسے ہوتے ہیں کیا؟

اس کے ہتک آمیز لہجے پر پل میں جی کا چہرہ لال ہوا تھا۔

"he was insulting me اور بات صرف ہاتھ پکڑنے کی نہیں تھی"

"پر پھر بھی ماہی تم جانتی بھی ہو وہ کتنے بڑے بزنس مین کا بیٹا ہے؟"

"جتنے بھی بڑے بزنس مین کا بیٹا ہو۔ میری بلا سے۔ ماہین ذولفقار کسی سے نہیں ڈرتی"

اس نے بال جھٹک کر لا پرواہی سے کہا۔ جی اسکی لا پرواہی پر افسوس سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکو اسکی یہ لا پرواہی کتنی مہنگی پڑھنے والی ہے۔۔۔

"چاہیئے۔ وہ بھی ادھے گھنٹے کے اندر information مجھے اس لڑکی کی پوری"

"پر سالے اتنی جلدی کیسے۔۔۔۔۔"

حماد جھنجلاتے ہوئے کہنے لگا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس تک پہنچا

"..no arguments جو کہ دیا سو کہ دیا۔۔"

"ایک تو، تو اپنے اگے کسی کی سنتا نہیں ہے

حماد بر بڑاتا ہوا افس سے نکل گیا۔۔۔۔

زیر لب کہتا وہ کسی گہری سوچ میں پر گیا تھا۔۔ "silly girl تم نہیں جانتی تم نے کس سے پنگالیا،"

ادھے گھٹے بعد اس کی ٹیبل پر ماہین کی ساری انفورمیشن تھی۔۔۔۔۔

ہنہ۔۔۔۔۔ مس ماہین ذولفقار۔۔۔۔۔ تیار ہو جاو۔۔۔۔۔ میں ارہا ہوں "زیر لب مکرہٹ"

تھی۔۔۔۔۔

وہ باہر جانے کو تیار کھڑی تھی۔۔ مرر کے سامنے کھڑی لپ اسٹیک کو آخری ٹچ دیتی، اونچی، سیلس،

پہنے، بلو جینس پرواء ایٹ ٹوپ، اس پر ریڈ جیکٹ پہنے بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

"اما ہی بیٹا! کہاں جا رہی ہو"

ماہین جھنجھلاتی ہوئی مری

"اپ سے کتنی بار کہا ہے کہ مجھ سے ایسے سوالات نا پوچھا کریں"

بد تمیزی سے کہتی وہ جانے لگی۔۔

"ماہی رکو"

ان کی اواز سن کر ناچاہتے ہوئے بھی رک گئی پر مری نہیں۔۔۔ وہ چلتی ہوہوں میں اس کے سامنے انہیں اور
 "بولیں" ماہی تمہارے مجھ سے اختلافات الگ بات ہے لیکن آج نا جاؤ کہیں میرا دل گھبرا رہا ہے
 ان کی بات سن کر ایک پل کو اسکا دل بھی گھبرا ایا تھا، پر اسنے اپنے دل کو ڈپتا اور بولی
 نہیں spoil آپ فضول وہمات کا شکار ہیں اور آپ کے ان فضول وہموں میں آکر، میں اپنا ڈے
 کر سکتی، سوری۔۔۔

"مجھے یہ لڑکی شام تک یہ لڑکی اپنے فارم ہاؤس پر چاہیئے، فوٹو میں نے تم کو سینڈ کر دی ہے"
 "اوکے سر کام ہو جائیگا"

یہ کراسنے فون رکھا تھا "Hmm good"

اب پتا چلے گا تمھے مس ماہین ذوالفقار کہ سالار مصطفیٰ ہے کیا چیز "یہ کہتے ہوئے زیر لب مسکراہٹ اور"
 انکھوں میں چمک تھی۔

"

"نہیں یار کچھ نہیں تو بتا تو یہاں کیسے؟"

تجھے بیٹھنا ہے تو، تو بیٹھ، میں تو چلا۔۔

افسوس سے سر ہلاتا وہ نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کارڈ ریو کر رہی تھی کہ اسکول گاہ کو مجھے اس کو فلو کر رہا ہے۔

اب کیا کروووو؟۔۔۔۔۔ا

"OH NO! منم، ہاں"

ایک۔۔ کام کرتی ہوں جمی کو کال کرتی ہوں

وہ جمی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔۔۔۔

"جی۔۔ جمیسیسی، پک اپ داکال یار ررر"

جی کال پک نہی کر رہا تھا۔۔

"اب کیا کروں؟"

.... ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ پچھلی گاڑی نے اور ٹیک کیا اور اسکو بریک لگانے پڑے

اللہ اللہ پلینز مجھے بچالیں "وہ گر گرائی تھی۔۔۔"

اتنی دیر میں سامنے والی گاڑی سے تین ماسک پہنے آدمی اترے اور اس تک پہنچے۔۔۔

چھوڑو مجھے، کہاں لے جا رہے ہو۔۔۔۔ اسنے یہ کہہ کر اس کے منہ پر جھپٹا مارا تھا، لیکن ہاتھ اس کے چہرے

تک پہنچنے سے پہلے ہی ان میں سے ایک نے اس کے منہ پر رومال رک کر اسے ہوش و ہوا اس سے بیگانہ

کر دیا۔۔۔۔۔

"یس بوس! ہو گیا کام اب کیا کرنا ہے؟"

ہوش آنے پر یہ پہلا جملہ اس کے کانوں سے ٹکرایا تھا اس کے بعد اسے کوئی آواز نہی مئی شاید بات کرنے والا

اب دور چلا گیا تھا،

اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو خود کو ایک کمرے پایا، ویل فر نیشد کمر تھا۔۔۔

پر کمرے میں کسی کھڑکی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔۔

اسے وہاں قید ہوئے تین دن ہو گئے تھے۔ اور یہ بات بھی اسے اس کام والی سے معلوم ہوئی تھی جو روز اسے دن میں دو دفعہ کھانا پہنچانے آتی تھی ورنہ یہاں بھلا دن رات گزرنے کا کیسے علم ہونا تھا۔۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تھا

"!تم"

وہ سکتے مس آگئی کہ کیا واقعی اس کو اسکا مارا ہوا تپھر بھاری پڑنے والا ہے۔۔

ہاں، میں سالار مصطفیٰ، کیوں حیرانی ہو رہی ہے؟ ماہین ذوالفقار، یاد ہے تم کو وہ تپھر جو تم نے بھری محفل "

"میں میرے، سالار مصطفیٰ کے اس گال پر مارا تھا، اس کا بھگتانا تو تم کو اب بھگتنا پڑے گا

اس نے اپنے دائیں گال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، اور اس کی طرف قدم بڑھانے لگا۔۔

"نہیں، نہیں دیکھو غغغ۔۔ غلطی تمھاری بھی تھی تم نے میرا ہاتھ پکڑا تھا

اسکے لفظوں نے تو جیسے اسکی جان نکال دی تھی۔۔۔

"وہ تو میں اب بھی پکڑونگا، لیکن اب تم تپھر مارنے کے قابل نہیں رہو گی"

وہ کہتا اس کی طرف جھکا تھا۔۔۔

اس نے زور سے آنکھیں میچیں کچھ دیر تک کچھ ناہوا تو اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا وہ جاچکا تھا
 "ہائے اللہ چلا گیا! شکر ہے"

ابھی اسے گئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ملازمہ آگئی۔۔

بی بی جی صاحب نے کہا ہے کہ آپ یہ جوڑا پہن کر تیار ہو جائیں۔۔ اس نے دیکھا اس کے ہاتھ میں بہت
 ہیوی لال رنگ کا جوڑا تھا۔۔۔

کیوں! تمہارے صاحب کے نکاح میں شرکت کرنی ہے؟ "اس نے تڑخ کر کہا تھا۔۔۔"

"ہاں ناں بی بی جی! آپ سے ہی تو ہو رہا ہے صاحب کا نکاح"

کیا؟ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ نکاح کرونگی میں؟ وہ بھی اس سے؟ پاگل ہو گیا ہے تمہارا"

"صاحب، جاؤ جا کر۔۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ اس کی نظر ملازمہ کے پیچھے کھڑے سالار پر پری۔۔۔۔۔

"کیا بول رہی تھیں، ذرا دہرانا"

اس نے اندر آتے ہی ملازمہ کو جانے کا اشارہ کیا اور پاس آتے ہوئے بولا۔۔

"کچ۔۔۔ کچھ نہیں، میں کیا بول رہی تھی، کچھ بھی تو نہیں، مجھے کیا بولنا ہے"

وہ ہچکچا کر پیچھے ہٹتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

"اور ہاں! دور رہ کر بات کرو۔۔"

وہ اسے قریب آتے دیکھ کر بولی۔

وہ رکا

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں دور رہوں تو پندرہ منٹ میں تیار ہو کر نیچے آؤ"

کہ کروہ جانے لگا

دیکھو یہ غلط ہے، میں نے تمہیں تھپڑ مارا تھا نا، میں اس کے لیئے سوری! بلکہ تم ایک کام کرو، تم مجھے بھی

"تھپڑ مار لو۔۔ حساب برابر ہو جائیگا

اس کی بے بسی اس کے لفظوں سے عیاں ہو رہی تھی۔۔

سالار مڑا۔۔۔۔۔

"اوووو! رونا نہیں، ویسے پہلے میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ بدلا لے کر تم کو چلتا کرونگا، لیکن پھر پتا ہے کیا؟"

وہ اسکے پاس آیا، دیوار پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا

کلب میں جب تم نے اتنے لوگوں کے درمیان تھپڑ مارا تھا نا، جب میں نے لوگوں کی مزاق اڑاتی ہوئی

نظریں محسوس کی تھیں، ان نظروں نے نامیرے اندر ایک آگ لگا دی تھی، نفرت کی آگ، اب اس

آگ میں تم جلوگی ساری زندگی۔۔ نکاح نہیں کرنا، نا کرو مرضی ہے تمھاری، لیکن رہنا تو تم نے یہیں ہے
"ساری زندگی، بغیر نکاح کے ہی سہی۔۔"

نفرت و حقارت سے کہتا پیچھے ہٹا تھا۔۔

اسکے لہجے میں نفرت دیکھ کر پل بھر کو وہ کانپ گئی تھی۔۔۔

میں تم سے نن نکاح کیسے کر سکتی ہوں۔۔ مجھے واپس جانا ہے۔۔ سب میرا انتظار کر رہے ہونگے "وہ"
گر گرائی تھی۔

تمھارا انتظار؟ کون کر رہا ہو گا تمھارا انتظار؟، "اس نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔۔۔"

جی! جی کر رہا ہو گا نامیرا انتظار۔۔ اور ر، اور ر، اور ر! مام بھی کر رہی ہو گی نامیرا انتظار "اس نے شاید"
زندگی میں پہلی دفعہ راشدہ بیگم کو مام کہا تھا۔۔۔۔

"جی؟ تم پاگل واگل ہو گئی ہو، وہ جی جو ان تین دنوں تقریباً روز ہی کلب پارٹیز اٹینڈ کر رہا ہے؟۔۔۔"

جی؟ "اسکو حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔ وہ تو ہر وقت اسکے اگے پیچھے پھرتا تھا، وہ کیا تھا؟ وہ تو مجھ سے محبت"
"کرتا تھا؟ اسکا کیا؟ کیا وہ صرف ڈرامہ تھا۔۔۔ وہ صدمے میں تھی۔۔"

"لیکن مام! مام تو کر رہی ہو گی نامیرا انتظار

urdunovelsghar.pk

کافی دیر رونے کے بعد وہ اٹھی، اسکا کپڑے بدلنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن وہ یہ کپڑے تین دن سے پہنی ہوئی تھی۔۔۔ اور اب وہ اس قابل نہیں تھے کہ انھیں اور پہنا جائے اسلیئے اسے کپڑے مجبوراً تبدیل کرنے پرے۔۔۔

وہ کپڑے ہیوی تھے پر وہ بہت زیادہ ہیوی نہیں تھے۔۔۔

لال رنگ کی نفیس سی لمبی فرائی تھی جسکے گلے اور بارڈر پر ہیوی کام ہوا تھا۔۔۔ اس نے اپنا آپ قد آور ایمنے میں دیکھا تو اسے اپنی بے بسی یاد آگئی۔ اسنے وہیں زمین پر بیٹھ کر رونا شروع کر دیا

”میں تم کو کبھی معاف نہیں کروں گی، تم تڑپو گے، بے بسی سے روؤ گے، اسی طرح جس طرح آج میں “بے بس ہوں، او میں، میں پھر تمھاری بے بسی کا تماشا دیکھوں گی۔۔۔

”بد دعائیں بعد میں دیتی رہنا، ساری عمر پڑی ہوئی ہے، ابھی فوراً نیچے آؤ “ وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسے گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔۔۔

اس نے سر اوپر اٹھایا تو اپنا حکم دے کر جا چکا تھا۔۔۔ وہ بھی اٹھی اور نیچے چل دی۔۔۔

کمرے سے باہر نکل کر اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ بلاشبہ بہت وسیع و خوبصورت فارم ہاؤس تھا۔۔۔

نیچے پہنچی تو شاید سب اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ زیادہ لوگ تو نہیں تھے بس ساٹھ آٹھ لوگ تھے۔۔۔ وہ بیٹھی تو مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

سالار مصطفیٰ ولد مصطفیٰ سلیمان، ماہین ذوالفقار ولد ذوالفقار وسیع احمد کو بعد پانچ لاکھ روپے سکھ رانج الحق آپکے نکاح میں دیا جاتا ہے۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

”جی! قبول ہے“

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

”جی! قبول ہے۔“

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

”جی! قبول ہے“

اب وہ ماہین کی طرف مرے۔۔۔

”ماہین ذوالفقار ولد ذوالفقار وسیع احمد کو بعد پانچ لاکھ روپے حق مہر سکھ رانج الحق آپکو سالار مصطفیٰ ولد مصطفیٰ سلیمان کے نکاح میں دیا جاتا ہے،

”کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

اس نے سر اٹھایا تو وہ اس کے سامنے ہی بیٹھا تھا۔۔۔ دل چاہتا تھا کہ انکار کر دے لیکن وہ بے بس تھی

ابھی۔۔ بہت بے بس۔۔

بیٹا جواب دیں! کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟ ”

ہوش اسے تب آیا جب مولوی صاحب نے دہریا تھا۔۔۔

”جج جی جی۔۔ قبول ہے“

کہتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہو گئے۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ”مولوی صاحب نے دوسری بار پوچھا“

”جج جی فق قبول ہے“

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

”جی قبول ہے“

یہ کہ کر وہ رکی نہیں تھی واپس کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔

وہ کمرے میں پہنچا تو وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیئے رونے میں مصروف تھی۔۔۔

وہ وہیں کھڑا تھوڑی دیر اسے دیکھتا رہا اور پھر چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔۔۔

”اب یہ رونے دھونے سے کیا ہو گا اس تپھر کا بگھتان تو تمہیں بگھتنا ہی ہے“

اس کی آواز سن کر اس نے جھٹکے سے اپنا سر اٹھایا تھا اور اس کو پاس کھڑے دی کر وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

منالو جشن، جتنا منانا ہے سالار مصطفیٰ، ابھی تمہارا وقت ہے جو تم مجھے ترپا رہے ہو، کل میرا وقت آئے گا" اور میں تم کو تڑپتے دیکھونگی، میری بددعا ہے سالار مصطفیٰ تم کو کسی لڑکی سے محبت ہوگی شدید محبت اور وہ تم سے نفرت کرے گی شدید نفرت اور تم بھی تڑپو گے بہت تڑپو گے، ٹھیک اسی طرح جس طرح آج میں "تڑپ رہی ہوں

وہ اسکا گریبان پکڑے دھاڑی تھی۔۔۔

تم مجھے، سالار مصطفیٰ کو بددعا دے رہی ہو وہ بھی محبت کی، ہا ہا ہا ہا، محبت نونیور، کبھی نہیں، سالار مصطفیٰ کو "نا کبھی کسی سے محبت تھی، نا ہے اور نا ہوگی، یہ صرف تڑپاتی سسکاتی ہے، کمزور بنا دیتی ہے، نفرت ہے مجھے " محبت سے، شدید نفرت

سالار اسکے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں کے شکنجے میں دبوچے وہ نفرت و خود اذیتی سے بولا تھا۔۔۔

چھڑو میرا ہاتھ، درد ہو رہا ہے مجھے "اسکی گرفت سخت سے سخت ہوتی محسوس کر کے وہ چلائی تھی۔۔۔" "یہ درد، یہ تکلیف تو کچھ بھی نہیں اس کے مقابلے جو تم نے ساری زندگی بھر برداشت کرنی ہے" سالار نے اسکے بازوؤں پر گرفت اور سخت کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔

"مم میں تم سس سے شدید نفرت کرتی ہوں
وہ درد و نفرت سے چلائی تھی۔۔"

"ہاں تو کرونا! منع کس نے کیا۔۔ اب تو خیر سے تم میری بیوی ہو تمہارا حق ہے پورا پورا"
وہ اسکے قریب ہوتا ذو معنی لہجے میں بولا تھا۔۔
تم نا جنگلی انسان ہو، جنگلی جانور "وہ چلائی تھی"

"زبان سنبھال کر، آئینہ ایسی زبان استعمال کی نا تو زبان کاٹ دینے کی سکت ہے مجھ میں"
وہ اسکا جبر ادا بوچے غرایا تھا۔۔

"اور اب فریش ہو کر جلدی باہر آؤ"

وہ اسکا جبر ا جھٹکے سے چھوڑ کر باہر جانے لگا

"اور ہاں دس منٹ مہں باہر آ جاؤ دس منٹ مطلب دس منٹ،"

وہ اسکو وارن کرتا باہر چلا گیا۔۔۔

اللہ "اس کے جانے کے بعد وہ گہٹنوں کے بل بیٹھی بلک بلک کر اپنی بے بسی پر روئی تھی"

دس منٹ بعد وہ فریش ہو کر نکلی تو وہ لؤنج میں صوفے پر بیٹھا موبائل پر مصروف تھا۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ ماہین کو لگ رہی تھی بھوک، اسی لیے مئے بھوک کے پیشِ نظر اس کو کچن میں جانا پڑا۔۔۔۔۔

اب اس نے فریج کھولا تو خوش قسمتی سے انڈے مل گئے۔۔۔۔۔
اور وہ ایک کیبنٹ میں بریڈ دیکھ چکی تھی۔۔۔۔۔

”چلو یہ مسئلہ تو ختم ہوا“

وہ پر جوش ہوئی تھی۔۔ لیکن کچھ یاد آنے پر ایک دم بجھ گئی

لیکن اب کیا کروں۔۔۔ انڈوں کو یونہی تو کھایا جا نہیں سکتا۔۔۔۔۔ اہممم اب کیا

کروووووووں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اُمممم رضوانہ! ہاں رضوانہ (اسکے گھر میں کھانا پکانے والی ماسی) رضوانہ کیسے
“بناتی تھی آلیٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اُمممم

رضوانہ آملیٹ بنارہی تھی۔۔۔۔۔

"اب۔"

”فرامینگ پین تو ملا نہیں لیکن یہ پتیلی مل گئی۔۔۔۔۔ چلو ابھی اسی سے کام چلا لیتی ہوں“

جیسے تیسے اس نے دیگچی کو اٹھا کر چولھے پر فٹ کیا اور چولھا بھی جیسے تیسے جلا ہی لیا۔۔۔۔۔

اب تیل کہاں ڈھونڈوؤں۔۔۔۔۔ اس کینٹ میں میں دیکھتی ”
 “ہوں۔۔۔۔۔ مل گیا۔

اب وہ تیل دیگچی میں ڈالنے لگی۔۔۔۔۔ مشکل تو ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

ظاہر ہے جب پانچ کلو کے تیل کی بوتل اٹھائے، اپنے منہ تک آتی دیکھی میں ڈالے گی تو مشکل تو ہوگی

نا

”میرے خیال میں اتنا کافی ہو گا۔“

سالار کو کچن میں داخل ہوتے دیکھ کر اسکا دل کیا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں دفن ہو جائے۔۔
 وہ سر جھکائے، انسوؤں پیتی، نچلا ہونٹ کاٹتی شرمندگی کی اتھا گہرائیوں میں تھی۔۔۔۔
 کچھ دیر سالار اسے اور کچن کی حالت کو دیکھتا رہا اور پھر مسکراہٹ دبائے رخ موڑ کر مسلسل ہوتی بیل کی
 وجہ سے دروازہ کھولنے چلا گیا۔۔۔۔

"!اسلام و علیکم صاحب"

دروازہ کھولا تو بڑی عمر کا ایک عورت کھڑی تھی۔۔۔
 "اپ کون"

سالار نے ان کے سلام کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔
 "صاحب! وہ ہم کو ناماد صاحب نے بھیجا۔۔ صفائی وغیرہ کے لیئے
 "اچھا اچھا! ہاں میں نے ہی کہا تھا اسکو۔۔ اجائیں آپ
 وہ اسے راستہ دیتا اندر کی طرف بڑھاتا تھا۔۔

"اپ پہلے کچن سے شروع کر لیں۔۔ اور پہلے کچھ کھانے کو بھی بنا دیجنگا۔"
 وہ ان کو کچن کا راستا بتا کر اپنے کمرے میں چلے گیا۔۔۔

"ہائے اللہ! بی بی جی یہ کیا؟"

بوا دونوں ہاتھ سر پر مارتیں ماہین کی طرف بڑھیں تھیں اور اسکو اٹھنے میں مدد دی تھی۔۔۔

"بیٹا تم یہاں چیئر پر بیٹھو۔۔۔ میں تمہارے لیئے پانی لای ہوں"

ماہین انصو صاف کر رہی تھی کہ اتنی دیر میں بوا پانی لے آئیں۔۔۔

لو بیٹا پانی پیو۔۔۔ میں تمہارے لیئے کھانے کو جھٹ پٹ کچھ بناتی ہوں۔۔۔"

بوا کچن کی حالت دیکھ کر اتنا تو سمجھ ہی گئیں تھیں کہ کچھ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔۔۔

ماہین بوا کو کھانا بنانے میں مصروف دیکھ کر فریش ہونے چلی گئی۔۔۔

یہ فلیٹ دو کمروں، کچن، لاؤنج پر مشتمل تھا۔۔۔

ماہین کو کپڑے بدلنے کی اب اشد ضرورت تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اسکے پاس کپڑے نہیں تھے۔۔۔

کچھ خیال آنے پر وہ اس کمرے میں گئی جہاں سالار سو رہا تھا۔۔۔"

..... اور بے قدموں سے الماری تک پہنچی اور اپنا کارنامہ انجام دے کر وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی

تھوری ہی دیر میں نہادھو کر فریش کھڑی تھی۔۔۔۔

پر اسکا حلیہ تھوڑا نہیں کافی مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔۔۔

وہ سالار کی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے ہوئی تھی۔۔۔ جو کہ اس کے گھٹنوں تک آرہی تھی۔۔۔۔۔
 اور شرٹ کی آستینیں بہت فولڈ کرنے کے باوجود بھی اس کی کلاسیوں تک آرہی تھیں۔۔۔۔۔
 اور ٹراؤزر تو غرارے کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔۔۔۔۔
 پھر بھی وہ مطمئن تھی۔۔۔۔۔

ماہین اس سب سے فارغ ہو کر باہر آئی تو بوا بچن صاف کر کے کھانا تیار کر چکی تھیں۔۔۔
 "کیا بنایا ہے بوا آپ نے؟"

ماہین نے ٹیبل پر رکھاؤش کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے پوچھا۔۔
 "بیٹا چکن کراہی"

برتن دھوتیں بوا اس کے سوال پر جواب دیتیں پلٹیں تھیں۔۔
 اور ماہین کا حلیہ دیکھ کر ان کی آنکھیں اور منہ پوری کی پوری کھل گئیں تھیں۔۔۔۔۔
 ... اور پھر بمشکل ہنسی دباتیں واپس برتن دھونے میں مصروف ہو گئیں
 ماہین کھانا کھانے میں مصروف بوا کی حیرانگی اور ہنسی دبانہ نہیں دیکھ پائی تھی

”!ماہین! ماہین“

ماہین ابھی کھانے سے فارغ ہو کر پانی ہی پی رہی تھی کہ سالار چلاتا ہوا کچن میں داخل ہوا۔۔۔۔۔
 ماہین مسکراہٹ دبائے یوں پانی پینے میں مگن رہی جیسے سنا ہی نا ہو۔۔۔۔۔
 اسکو مگن دیکھ کر اسکا پارہ ہائی ہو گیا۔۔۔

”تمہیں آواز نہیں آرہی۔۔۔ میں تمہیں بلارہا ہوں؟ فوراً روم میں آؤ“
 بوا کی موجودگی کا دھیان کرتے ہوئے دھیمے مگر سخت لہجے میں کہہ کر وہ چلا گیا
 ”راہیرو۔۔۔۔۔ میں ویں نہیں جا رہی۔۔۔۔۔“

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سالار آیا اور اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے گیا۔۔۔
 اور کمرے میں لے جا کر بیڈ پر پٹخا۔۔۔۔۔
 تم سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔۔۔۔ تم ہو کیا آخر۔۔۔۔۔“

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری الماری کو ہاتھ لگانے کی۔۔۔ اور یہ، یہ کیا کیا کیا ہے تم نے میری ٹی شرٹس
 اور جینس کا

سالار غصے سے دھارتے ہوئے۔۔۔۔۔ اپنی سارے کٹے پھٹے کپڑے ماہین کہ منہ پر مارے۔۔۔۔۔
 اتنی ذلت کا تو ماہین نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔
 پر اس نے سوچ لیا تھا کہ اس نے چپ رہے گی تو وہ اور دبائے گا۔۔۔۔۔

بہت ہمت کر کے وہ کھڑی ہوئی۔۔۔

”میں رے پاس پہننے کو کپڑے نہیں تھے تو مجھے تمہاری الماری کو ہاتھ لگانا پڑا۔۔۔ اور الماری کھولی تو تمہارے کپڑوں کو دیکھ کر جو خیال میں آیا۔۔۔ وہ کر ڈالا۔۔۔ اور اب بھی میں یہی کرونگی۔۔۔ اور تم مجھے نہیں روک سکتے

بہتی آنکھوں کے ساتھ چبا چبا کر کہہ کر وہ وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔

اور یہی وہ پل تھا جب پہلی بار پل بھر کو ماہین کے بہتے آنسوؤں میں اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے دل کو ڈپٹا گھر سے باہر چلا گیا۔۔۔

ماہین نے دوسرے کمرے میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا۔۔۔۔۔ اور خوب روئی۔۔۔۔۔

سالار کو گئے ہوئے ہفتہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ گھر صرف ایک بار آیا تھا اور بھی بوا کو شاپر دے کر کھڑے کھرے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

اور مین گیٹ باہر سے لاک کر کے گیا تھا۔۔۔

بوا اس کے ساتھ ہی رہ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

آج وہ لان میں بیٹھی بہت اداس تھی اسے ماما، بابا اور جمی بہت یاد آرہے تھے۔

ماہین کو اب بھی یقین تھا کہ سالار نے جمی کے بارے میں سب غلط سلط بولا تھا۔۔۔ صرف اور صرف اسے بدگمان کرنے کے لئے۔۔۔

”ماہین بیٹا کیا کر رہی ہو؟ دیکھو بارش کا موسم ہو رہا ہے۔۔ اور میں تمہارے لیئے پکوڑے اور چائے بنا کر لائیں ہوں“

بوا اسے لان میں بیٹھے دیکھ کر ادھر ہی چلی آئیں تھیں
ان دنوں میں بوا سے اس کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔
”بیٹا کیا ہوا تم اتنی اداس کیوں ہو؟“
بوانے اسے گم صم دیکھ کر بولا تھا۔۔۔

بوا مجھے اپنے بابا بہت یاد آ رہے ہیں۔۔۔ اپنی ماما یاد آرہی ہیں۔۔ جمی یاد آرہا ہے۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ”
ہے اللہ میاں مجھ سے پیار نہیں کرتے۔۔۔ انہوں نے میرے بابا کو مجھ سے لے لیا تھا۔۔ پھر ماما کو بھی
” بلا لیا اور جمی سے سالار نے مجھے دور کر دیا

ماہین بہتے آنسوؤں کے ساتھ بولتے ہوئے وہ بالکل بچی لگ رہی تھی۔۔

ہشششش پگلی چپ کرو۔۔۔ ایسے نہیں بولتے اللہ کو بری لگ جاتی ہے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ”
 اتنا پیار بنایا ہے اور تم کہتی ہو کہ وہ تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔۔۔ تم میرے سامنے ماشا اللہ سے صحت مند
 بیٹھی ہو اور تم کہتی ہو کہ اللہ تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔۔۔ یہ ناشکری ہے بیٹا۔۔۔ اور ناشکری اللہ کو بالکل
 “ پسند نہیں

وہ بڑے پیار سے ماہین کو سمجھا رہی تھیں۔۔۔۔۔

مجھے دیکھو میرے شوہر اور دو بیٹوں کو دن دہارے میرے گھر میں گھس کر میری نظروں کے سامنے ”
 بے دردی سے سینے میں خنجر گھونپ کر مار دیا گیا۔۔۔۔۔ میں تنہا رہ گئی دنیا میں۔۔۔ لیکن میں نے تو کبھی یہ
 نہیں سوچا کہ اللہ مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔۔۔۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اگر وہ چاہتا تو میرے ہاتھ پیر
 کاٹ کر مجھے معذور بنا دیتا۔۔۔۔۔ تو! تو میں کیا کرتی۔۔۔ آج جو میں عزت کی زندگی گزار رہی ہوں نا وہ
 اسلئے کہ وہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔۔۔۔۔ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔۔۔۔۔“ بوا کہہ رہی تھیں
 اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں بہہ رہے تھے لیکن انکے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔
 ماہین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ اٹھی اور بوا کے قریب ہو کر بیٹھی اور تسلی دینے کے انداز میں اپنے ہاتھ کی پشت سے انکا گھٹنا تھپتھپایا

۔۔۔۔۔

بوانے آنسوؤں پوچھتے ہوئے ماہین کی طرف دیکھا اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ کر مسکرا دیں۔۔۔
 ماہین نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا کہ وہ کسی ملازمہ کے قریب بیٹھ کر باتیں کرے گی۔۔۔۔
 پرپتا نہیں کیوں اسکا دل انہیں ملازمہ نہیں مانتا تھا۔۔۔۔
 وہ بہت ہی تھوڑے وقت میں ان سے بہت مانوس ہو گئی تھی۔۔۔
 اور ان کی باتیں سن کر اسکے دل نے ان کے لیئے بہت درد محسوس کیا تھا۔۔
 تم اتنی اداس نہیں ہو بیٹا۔۔۔ تم اکیلی نہیں ہو۔۔۔۔۔ تم مجھے اپنی ماما کی طرح ہی سمجھ سکتی ”
 ہو۔۔۔۔ اور تم فکرنا کرو میرا اللہ بہت رحم و کرم کرنے والا ہے۔۔۔۔ تم دیکھنا وہ سالار بیٹے کے دل میں
 ”تمھاری محبت ڈالے گا۔۔۔
 بوا بہت پیار اور دل سے بولی تھیں۔۔۔۔۔
 پر بوا۔۔۔۔ میرے دل میں اس کے لیے رتی برابر بھی کوئی جذبہ نہیں ہے۔۔۔۔ وہ قاتل ہے ”
 میری ماما۔۔۔۔ وہ قاتل ہے میری خوشیوں کا۔۔۔۔ میں اس سے محبت تو دور کی بات میں اس کے
 بارے میں کچھ اچھا سوچنا بھی نہیں چاہتی۔۔۔۔ نفرت ہے مجھے اس سے۔۔۔۔۔ کیوں آیا وہ میری
 زندگی میں۔۔۔۔ کاش نالمتا وہ مجھے کبھی۔۔۔۔۔ کاششش۔۔۔ میں کتنی خوش تھی اپنی زندگی
 ”میں۔۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی اور اسکے آنسوؤں بہہ رہے تھے اس کے گالوں پر۔۔۔
 کیا۔۔۔ سالار بیٹے نے۔۔۔ نہیں بچے۔۔۔ تم کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔۔ وہ ایسا بچہ نہیں لگتا۔
 ”مجھے۔۔۔“

بوا حیرانگی و بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بولیں تھیں۔۔۔
 نہیں بوا۔۔۔ آپ نہیں جانتی اسکو۔۔۔ اس نے مجھے اغواء کیا تھا اور اسی وجہ سے ماما کو ہار ٹائیک ہوا تھا۔
 ”اور پھر ان کا انتقال ہو گیا تھا

نہیں بیٹا۔۔۔ یہ غلط بات ہے۔۔۔ سالار نے ان کا قتل نہیں کیا۔۔۔ ان کی موت کا وہ وقت مقرر
 ”تھا۔۔۔ بس تمہاری گمشدگی بہانہ بن گئی۔۔۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے۔۔۔
 کہ کرا انہوں نے ٹھندی سانس بھری تھی پھر دوبارہ بولیں۔۔۔
 اور جہاں تک بات نفرت کی ہے نا۔۔۔“

تو بیٹا یہ جو نکاح ہوتا ہے نا وہ صرف کاغذات پر دستخط کر دینے یا پھر تین مرتبہ قبول ہے قبول ہے بول
 دینے تک ہ محدود نہیں ہوتا۔۔۔ اس رشتے میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔۔۔ کیونکہ اللہ کے

”ماہی بچے۔۔۔۔ ادھر آؤ میرے پاس

ماہین فوراً آگے بڑھ کر ان کے گلے لگ گئی اور ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔۔

ہوتی ہیں۔۔۔۔۔جنکے لفظ ہمیں اندھیرے میں روشنی کی کرن دکھا دیتے ہیں۔۔۔۔۔جو ہمیں یہ احساس

ہیں۔۔۔۔۔ اور ایسے لوگ ناقصمت سے ملتے ہیں۔۔۔۔۔ اور یہ وہ لوگ نہیں ہوتے جنہیں ہم بوائے فرینڈ

کہتے ہیں۔۔۔۔ نہیں! ہر گز نہیں! وہ تو صرف دھوکا ہوتا ہے۔۔۔۔ فریب ہوتا ہے۔۔۔۔ جو ہم

(خود کو دے رہے ہوتے ہیں۔۔۔۔ اپنے سے جڑے رشتوں کو دے رہے ہوتے ہیں۔۔۔۔)

” بیٹا میری ایک بات مانو گی؟ “

ہوا اسے گلے لگائے بی آس سے بولیں تھیں۔۔

”جی۔۔ کہیں۔۔۔۔۔“

اپنا دل صاف کر لو سالار کی طرف سے۔۔۔۔۔ زندگی بہت تھوڑی ہے اسے یوں نفرتوں میں ضائع
”مت کرو ماہی۔۔

ماہین نے سرد آہ بھری۔۔۔

ہوا اگر میں اسے معاف بھی کر دوں۔۔ اپنا دل بھی اس کی طرف سے صاف کر گوں۔۔۔ تو بھی کچھ
”نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ وہ مجھے انتقاماً لایا ہے۔۔ اسکو مجھ میں ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں۔۔

ماہین آنسو صاف کرتی دھیمے سے بولی۔۔۔

پھر وہی بات دلوں میں محبت ڈالنے والی ذات اللہ کی ہے۔۔۔۔۔ تم بس اپنی سی کوشش
”کرو۔۔۔۔۔ تمہاری توجہ، محبت و خلوص اسکا دل تمہاری موڑ دے گی۔۔ انشاء اللہ

ان پر یقین لہجہ اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔۔

... وقت کا کام ہے گزرنا۔

اچھا یا برا گزر رہی جاتا ہے۔۔۔

سالار کو گئے ہوئے تین ہفتے اور گزر چکے تھے۔۔۔

اور ان گزرے دنوں میں ماہین نے زندگی کے بہت سے ڈھنگ سیکھے تھے۔۔۔

اور اس سب میں بوا کا بہت برا ہاتھ تھا۔۔۔

وہ اب نمازیں پڑھنا بھی شروع کر چکی تھی۔۔۔۔۔۔

ماہین کے لیے یہ سب بہت مشکل تھا کیونکہ اس نے قرآن پاک بھی ادھا پڑھا ہوا تھا وہ بھی بچپن میں جو..... کہ اب وہ بھول چکی تھی

ان گزرے دنوں میں اس نے اپنے دل کو بھی سالار کے لیے بدل لیا تھا۔۔۔

ماہین نماز پڑھ کر کچن میں آئی تو بورات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔۔

”بوا کیا بنا رہی ہیں آپ؟“

”بیٹے اُممھی تو کچھ بنانا شروع نہیں کیا۔۔۔ تم بتاؤ کیا بناؤں“

”اُممھی۔۔۔۔۔ بوا ایک کام کریں پاسٹا بنالیں“

”چلو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تم بیٹھو میں بنا دیتی ہوں“

بوا ماہین کو بیٹھنے کا کہہ کر کیمبٹ سے پاسٹا نکالنے لگیں۔۔۔۔

پھر فریج سے سبزی نکال کر کاٹنے لگیں۔۔۔۔

”لائیں بوا میں سبزی کاٹ دوں“

”ارے نہیں! بیٹھو آرام سے۔۔۔ میں کر لوں گی۔۔۔“
 کہ کروہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئیں تھیں۔۔۔
 وہ بھی چپ ہو گئی۔۔۔

تھوری ہی دیر میں وہ کھانے سے فارغ ہو کر عشاء کی نماز پڑھنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔

ایک مہینے بعد وہ گھر آیا تھا۔۔۔

چپ چاپ دروازہ کھول کر اپنے روم میں داخل ہوا۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی اسے جھٹکا لگا۔۔۔

کوئی لڑکی تھی، نماز پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

منٹ کے ہزار ہویں سیکنڈ میں اسے وہ یاد آئی تھی۔۔۔

.. ماہین جسے وہ ایک مہینے پہلے یہاں بند کر گیا تھا۔۔

لیکن وہ نماز؟۔۔۔۔۔

پر وہ اس کمرے میں کیوں تھی؟۔۔۔۔۔

بہت سے خیالات اس کے دماغ میں آئے تھے۔۔۔۔۔

ماہین نے سلام پھیر کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔۔
منہ پھیرا اس شخص بر نظر پری جس کے لیے اسکا دل دھڑکنے لگا تھا۔۔۔
لمحے بھر کو وہ ساکت ہوئی تھی۔۔۔

وہ سالار مصطفیٰ تھا جس کی محبت اللہ نے ماہین ذوالفقار کے دل میں ڈالنا شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔

اووووو۔۔۔ کیا بات مس ماہین ذوالفقار نماز پڑھ رہی ”

“ہیں۔۔۔ اہم۔۔۔ انٹر سٹنگ۔۔۔۔۔ لیکن پتا ہے کیا؟

وہ چند قدم چلتا اس کے پاس آیا تھا۔۔۔

تمہارے یہ ڈرامے مجھ پر نہیں چلنے والے۔۔۔ میں تمہاری اصلیت سے اچھی طرح واقف ”

ہوں۔۔۔۔۔ سالار مصطفیٰ تم جیسیوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔۔۔۔۔ تو برائے مہربانی اس طرح کے

“ڈراموں پر اپنا وقت اور انرجی ضائع مت کرو

دھیمی آواز اور سخت تاثرات سے کہا اور واپس جانے لگا۔۔۔

پھر کچھ خیال آنے پر مڑا۔۔۔

”اور یہ تم اس کمرے میں کیا کر رہی ہو۔۔۔ دوسرے کمرے میں جاؤ مجھے آرام کرنا ہے
 یہ کہ کروہ بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔۔۔۔
 ماہین اٹھی جائے نماز تہ کر کے شیلف میں رکھتی بیڈ کے پاس کھڑی ہو کر سالار سے مخاطب ہوئی۔۔۔
 پہلی بات یہ کہ مس ماہین ذوالفقار نہیں۔۔۔۔ ماہین سالار۔۔۔۔ تم میری کتنی اصلیت سے واقف ”
 ہو کتنی سے نہیں۔۔۔۔ آئی ڈونٹ کئیر!۔۔۔ اور رہی بات نماز کی تو یہ میرے اور میرے اللہ کا معاملہ
 ”ہے۔۔ سو تم اس بارے میں کچھ ناہی بولو تو بہتر ہے
 اسکا لہجہ دھیمہ مگر سخت تھا۔۔۔۔
 آنکھوں کے رستے آنسو باہر نکلنے کو بے تاب تھے۔۔۔۔
 جن پر اس نے بند باندھ رکھے تھے۔۔۔۔
 اور ہاں اس کمرے میں۔۔ میں اپنے شوق سے موجود نہیں ہوں۔۔۔۔ دوسرے کمرے میں بوا ”
 ”سوئی ہیں تو یہاں رہنا میری مجبوری ہے۔۔۔۔
 کہ کروہ چلی گئی۔۔۔
 اور وہ اسے سوچنے لگا۔۔۔۔
 کیا واقعی وہ۔۔۔۔ وہ بدل گئی۔۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔۔۔

”کل تیار رہنا اور اپنا سامان پیک کر لینا۔۔۔ ہم اور یہاں نہیں رہیں گے اب۔۔۔۔۔“
وہ چونکی۔۔

”پھر کہاں جائیں گے ہم۔۔۔“

اس کے پوچھنے پر وہ چند قدم چلتا اس کے اور قریب ہوا۔۔۔

”نہ ہی میں نے تمہیں حق دیا ہے کہ تم کوئی سوال پوچھو۔۔۔ اور نہ ہی میں تمہارا جواب دہ ہوں“
وہ بولا تو اسکا لہجہ سرد تھا۔۔

کہ کروہ جاچکا تھا اور وہ سن کھڑی رہ گئی تھی۔۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ وہیں رکھی چیئر پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

یا اللہ ابھی اور کتنے امتحان باقی ہیں“ لفظوں میں بے بسی نمایاں تھی ”

”مت پوچھ یار! پتا نہیں کس کتنے نے بابا کو بتایا اس کے بارے میں۔۔۔ اب انکو اپنی رشیوٹیشن کی فکر لگ گئی ہے“

اندر سے آواز اب بھی آرہی تھی۔۔۔

”نہیں یار بابا کا پریشتر بڑھ رہا ہے۔۔۔۔۔ کل لے کر جا رہا ہوں اسے۔۔۔۔۔ مام تو بہت زیادہ ناراض ہیں۔۔۔۔۔ لیکن خیر ان کا اتنا مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ تو مان جائیں گی۔۔۔۔۔ لیکن ڈیڈ کا کیا کروں۔۔۔۔۔ خیر دیکھو اب کیا ہوتا۔۔۔“

آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا کہ وہ دوبارہ بولا۔۔۔

”نہیں یار پہلے میں نے بھی یہی سوچا تھا۔۔۔۔۔ کہ جان چھراؤں اس مصیبت سے پر۔۔۔“

اس کا جملہ ادھور ارہ رہ گیا کیونکہ ماہین اس کا موبائل اس سے چھین کر دور پھینک چکی تھی۔۔

سالار نے اک نظر اپنے موبائل کو دیکھا جو دیوار سے ٹکرا کر گرنے سے اللہ کو پیارا ہو چکا تھا۔۔

اور دوسری نظر اس کو جو سامنے خونخوار تیور لیے کھڑی تھی۔۔۔۔

”مصیبت کسے کہا تم نے۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ اور تم خود کو کیا سمجھتے ہو۔۔۔۔۔ میں مری نہیں جا رہی تمہارے“

”ساتھ رہنے کو۔۔۔۔۔ اور ننن ناہی میں تم سے مم محبت کرتی ہوں کہ تم جانے دو تو۔۔۔۔۔ بھی نا جانے پاؤں

آخری جملہ کہتے ہوئے وہ زبان لڑکھرائی تھی۔۔۔۔۔

دل کا چور زبان پر آیا تھا۔۔۔۔

آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔
 پر سامنے بیٹھے دشمنانِ جاں پر کوئی اثر ہی نہیں تھا۔۔۔
 دیکھو میں ابھی کسی بحث میں نہیں پرنا چاہتا۔۔۔ بہت تھکا ہوا ہوں سونے دو۔۔۔۔۔ تیار ”
 “ہو جانا۔۔۔ شام تک نکلیں گے۔۔۔
 بنا اس کی طرف دیکھے کہتا سونے کے لیے لیٹنے لگا۔۔۔
 انتہا تھی بے نیازی کی۔۔
 “ سنو ”

وہ پلٹ کر جانے لگی تھی کہ اس نے آواز دی۔۔۔ وہ پلٹی اور دونوں کی نظریں ملی۔۔۔۔۔
 پل بھر کو کچھ تھما تھا۔۔۔۔۔
 ہاں وہ سالار کا دل تھا جو تھما تھا۔۔۔۔۔
 ان بھیگی بھیگی آنکھوں میں وہ ڈوبا ہوا۔۔۔۔۔
 ان شکوہ کرتی نگاہوں میں کچھ تو ایسا تھا جو اس کو اسیر کر گیا تھا۔۔۔۔۔
 لمحے بھر کا حادثہ تھا۔۔۔
 ٹرانس ٹوٹا اور اسکا ہوش آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اگلے ہی پل اس نے نظریں پھیر لیں۔۔۔

ماہین کو بھی ہوش آیا۔۔۔

وہ گر بڑائی تھی۔۔۔

”جاتے ہوئے دروازہ بند کرتی جانا“

بولنا کچھ تھا بول کچھ گیا۔۔۔

وہ چپ چاپ دروازہ بند کر کے باہر نکل گئی۔۔۔۔

اور پیچھے وہ اس دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔

وہ کچن میں پہنچی تو بوانا شتہ بنا رہی تھیں۔۔۔۔

”اسلام و علیکم“

ماہین نے سلام کیا۔۔۔ اور ڈائینگ ٹیبل پر چئیر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔ تمہارے لیے ناشتہ بنا رہی ہوں۔۔۔۔

”بیٹھو شتاباش“

بوانے فرائڈ انڈا نکالتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ کہ کر آنسو پونچھنے لگیں۔۔۔

بوانے تاسف سے اسے دیکھا۔۔۔

”یہ تم جسے صبر کہہ رہی ہونا۔۔۔ یہ صبر نہیں ہوتا۔۔۔ آنسو بہانا۔۔۔ ماتم کرنا۔۔۔ شکوے“

کرنا۔۔۔ ہار مان جانا۔۔۔ یہ صبر نہیں ہوتا۔۔۔ یہ مایوسی ہوتی ہے۔۔۔ اور مایوسی کفر ہے۔۔۔ صبر

”اللہ کے دیے گئے پر راضی ہو جانا۔۔۔ اور اس پر دل سے مطمئن ہو جانا ہوتا ہے۔۔۔

بوا اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہیں تھیں۔۔۔

بوانے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

بیٹا صبر کرنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔“

لیکن صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے“ وہ کہہ رہیں تھیں اور وہ سن رہی تھی۔۔۔

شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔۔

وہ جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔۔

بوا بھی اپنے بیگ کے ساتھ آئیں۔۔۔

”چلو بیٹا اللہ حافظ۔۔۔۔۔ اللہ تم دونوں شاد و باد رکھے۔۔۔ تم دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی
”محبت ڈال دے۔۔۔ آمین

بو اماہین کو گلے لگائے دھیمی آواز میں دعائیں دے رہیں تھیں۔۔۔۔۔
وہ چونکی۔۔۔

پیچھے ہوئی

”ایک سیکنڈ! آپ بھی تو ہمارے ساتھ جارہی ہیں نا تو پھر۔۔۔۔۔“

ماہین نے ایک نظر بوا کو دیکھا اور پھر پیچھے مڑ کر سالار کو دیکھا جو صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا
تھا۔۔۔

بوا جارہی ہیں نا ہمارے ساتھ؟

اس نے سالار کو دیکھتے ہوئے ایک بار پھر پوچھا تھا

”نہیں! بوا حماد کے ہاں جائیں گی

موبائیل میں مصروف وہ کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکلنے لگا۔۔۔

لیکن کیوں؟ بوا ہمارے ساتھ بھی تو جاسکتی ہی نا۔۔۔۔۔“

”نہیں نہیں جاسکتیں۔۔۔ وہاں انکی ضرورت نہیں ہے“ وہ بنا اس کی طرف کیے کہ کر چلا گیا۔۔۔

بیٹا کوئی بات نہیں۔۔۔ تم ملنے آجایا کر نانا اور ویسے بھی حماد صاحب سالار صاحب کے دوست ہیں۔۔۔

سالار کے جانے کے بعد بوا ماہین کو دلا سہ دیتے ہوئے بولی تھیں۔۔۔

بوا دیکھا آپ نے کیسے منہ موڑ کر کر چلا گیا۔۔۔ کبھی کبھار تو میرا دل کرتا ہے کہ اسے اٹھا کر الٹا پٹخ ”
 دوں۔۔۔

ماہین دانت پیستے ہوئے بولی۔۔

”..... بری بات ہے ایسے نہیں کہتے۔۔۔ اب چلو جلدی صاحب انتظار کر رہے ہوں گے
 کہہ کر وہ اسے لیے باہر کی طرف چل دیں۔۔۔

بوا کو حماد کی طرف چھوڑ کر اب وہ لوگ مصطفیٰ مینشن جا رہے تھے۔

اب کیا ہو گا۔۔۔ کیا اب اسے سالار کے گھر والوں کی نفرت بھی سہنی پڑے گی۔۔۔

ماہین انہی سوچوں میں تھی کہ گاڑی مصطفیٰ مینشن کے آگے رکی۔

” چلو ”

یہ کہہ کر سالار اتر اور گاڑی کی چابی گاڑ دے کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ماہین بھی اتر کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

انہوں نے اسے صوفے پر بٹھایا۔۔۔ اور اس کے برابر بیٹھ گئیں۔۔۔۔۔

کیسی ہو؟ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا تمہارے بارے میں کچھ۔۔۔ لیکن جیسے ہی پتا چلا۔۔۔ میں سالار کے ”پیچھے پر گئی کہ تمہیں فوراً لے کر آئے۔۔۔۔۔

وہ بولتی ہی چلی جا رہی تھیں۔۔۔

وہ دیکھنے میں بہت ہی ڈسینٹ پر سنیلٹی کی تھیں۔۔۔ اتنے دھیمے اور پیار سے بول رہی تھیں کہ ماہین کو بے اختیار اپنی ماما یاد آئیں۔۔۔۔۔
کچھ یاد آنے پر وہ دوبارہ بولیں۔۔۔

ارے! میں نے تمہیں سب کا تعارف تو کرایا ہی نہیں۔۔۔ میں سالار کی ماما۔۔۔۔۔ یہ سالار کے ”

”بابا۔۔۔۔۔ یہ سالار کی پھپھو۔۔۔۔۔ یہ پھپھا۔۔۔۔۔ یہ چاچو اور یہ چاچی ہیں۔۔۔

وہ باری باری سب کا تعارف کراتی گئیں اور سب سے سلام اور دعائیں لیتی گئی۔۔۔۔۔ سب بہت اچھے سے ملے سالار کی چاچی کے۔۔۔

اب رہی یہ بچہ پارٹی تو یہ تمہیں اپنا تعارف بعد میں خود ہی کر ادے گی۔۔۔۔۔ “

”بلکل مامی ہم اپنا تعارف خود ہی اچھے سے کر ادیں گے۔۔۔۔۔

بچہ پارٹی میں سے ایک لڑکی چہک کر بولی۔۔۔

” ابھی تم تھکی ہوئی ہوگی تو تم جاؤ آرام کرو۔۔۔ اوپر اپنے روم میں۔۔۔ جاؤ شاباش۔۔۔ سالار بھی ”
 ” وہیں ہے

وہ کھڑی ہوئی پر راستہ تو اسے پتا ہی نہیں تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی کہ بچہ پارٹی میں سے وہی پیاری سی لڑکی کھڑی ہوئی ہوئی۔۔۔

” مامی میں بھا بھی کوروم تک چھوڑ کر آتی ہوں۔۔۔ ”

اس نے کہا اور ماہین کا ہاتھ پکڑا اور اسے لیے اوپر جانے لگی۔۔۔۔۔

مگر پیچھے دو حاسد نگاہیں مسلسل اس پر لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

” بھا بھی،۔۔۔۔۔ میں آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں۔۔۔۔۔ ”

” ماہین

ماہین نے ہلکی سائل کے ساتھ دھیمے سے کہا۔۔۔

” امم نائس نیم۔۔۔۔۔ بائے داوے میرا نام وجیہہ ہے۔۔۔ لیکن سب کہتے وتج ہیں ”

آخری جملہ منہ بنا کر بولا گیا تھا۔۔۔

” وتج؟ یہ کیا نام ہوا۔۔۔۔۔ ”

ماہین کو بے اختیار ہنسی آئی تھی۔۔۔

”رہنے دیں اور زیادہ مت ہنسیں۔۔۔ یہاں آپ کو سب کے ہی ایسے نک نیم سننے کو ملیں گے۔۔۔ اور“

”یہ سب آپ کے شوہر نامدار کا کیا دھرا ہے

باتوں ہی باتوں میں وہ لوگ کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے تھے۔۔۔۔

”اب آپ جائیں آرام کریں۔۔۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے بلا جھجک کہہ سکتی ہیں۔۔۔“

مسکرا کر کہتی وہ چلی گئی تھی۔۔۔

ماہین دروازہ کھول کر اور داخل ہوئی تو کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔۔۔

سالار بیڈ کے ایک طرف سو رہا تھا۔۔۔۔

وہ بھی فریش ہو کر سونے لیٹ گئی۔۔۔

لیکن نیند تو اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔

اسکی سوچ اس گھر اور گھر کے لوگوں میں ہی الجھی ہوئی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی۔۔۔۔۔

”وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے میرے ساتھ؟“

مہوش چلائی تھی۔۔۔۔

بیٹا صبر کرو۔۔۔۔۔ مجھے خود بھی نہیں پتا تھا کچھ اس بارے میں۔۔۔۔۔ میں بھابھی سے بات کرتی ہوں

وہ سالار کی چاچی تھیں۔۔۔۔۔

”مام مجھے سمجھ نہیں آتا کہ تائی اماں ایسا کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔ اس گھر میں سب جانتے ہیں کہ سالار صرف اور صرف میرا ہے۔۔۔۔۔ تایا ابونے خود بات کی تھی نا ڈیڈ سے۔۔۔۔۔ تو بھر وہ کیسے ایکسپٹ کر سکتے ہیں اس لڑکی کو۔۔۔۔۔“

اس نے واس پر ہاتھ مارا تھا جو نیچے گر کر چکنا چور ہوا تھا

اس لڑکی کو سالار کی زندگی سے جانا ہو گا۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کی سالار کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں۔۔۔۔۔ سالار کی زندگی پر صرف اور صرف مہوش کا حق ہے۔۔۔۔۔ اسکا لہجہ اسکی ماں کو بھی ڈرا گیا تھا۔۔۔۔۔

دستک کی آواز پر ماہین کی آنکھ کھلی۔۔۔۔۔

وہ اٹھی اپنے کپڑے صحیح کرتی دروازے تک گئی اور دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

”بی بی جی۔۔۔۔۔ بڑی بیگم صاحبہ نے آپ کو اور چھوٹے صاحب کو کھانے پر بلایا ہے“

ملازمہ نے اطلاع دی۔۔

"او کے۔۔۔۔ ہم آرہے ہیں۔۔

ماہین ملازمہ سے کہہ کر دروازہ بند کر کے مری۔۔۔۔

جب وہ اس کمرے میں آئی تھی تو وہ تھکن اور نیند کے باعث کمرے کا جائزہ نہیں لے پائی تھی۔۔۔۔

سو وہ اب لے رہی تھی۔۔۔۔۔

جتنا عالیشان یہ بنگلہ تھا اس سے کہیں زیادہ شاندار یہ کمرہ تھا۔۔۔۔

اس کمرے کے انچ نیچ سے سالار کا شاہانہ پن جھلکتا تھا۔۔۔۔۔

کمرے سے ہوتے ہوئے اس کی نظر سوئے ہوئے سالار پر پڑی۔۔۔۔۔

اس کا دل اک دم مچلا تھا۔۔۔۔۔

یہ ششخص مجھ سے محبت کیوں نہیں کر لیتا۔۔۔۔۔ کیوں ی مجھ سے اپنی نفرت ختم نہیں کر لیتا۔۔۔۔۔

وہ ماہین ذوالفقار تھی۔۔۔۔۔

مغرور سی۔۔۔۔

نخریلی سی۔۔۔۔

انا پسند۔۔۔۔۔

اور آج وہ اس شخص کے لیے مر رہی تھی۔۔۔۔۔

جو اسے نظر بھر کر دیکھنا بھی پس نہی کرتا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ماہین ذوالفقار کی انا۔۔۔۔۔

خود پسندی۔۔۔۔۔

غور۔۔۔۔۔

سب ہار رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے دل کے آگے۔۔۔۔۔

وہ کمزور پر رہی تھی۔۔۔۔۔

محبت اسے کمزور بنا رہی تھی۔۔۔۔۔

"اتنی حسرت سے مت دیکھو۔۔۔۔۔ سالار مصطفیٰ کبھی تمہارا ہونے والا نہیں۔۔۔۔۔"

سالار کی آواز اس واپس حواسوں میں لے آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں اتنی محو تھی کہ اس کو پتا ہی نہ چلا کہ کب کا وہ جاگ چکا تھا۔۔۔۔۔

"سنو کہیں تمہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی ہے؟"

اسکا جملہ ماہین کو بوکھلا دینے کے لیے کافی تھا۔۔۔۔۔

دماغ غغ۔۔۔ ٹھیک ہے تمنت۔۔۔ تمہارا۔۔۔ میں بھلا۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔ محبت کر۔۔۔ نے لگی۔
 "تم سے۔۔۔ اور وہ میڈ آئی تھی کھانے پر بلانے۔۔۔ نیچے جانا ہے۔۔۔۔
 یہ کروہ الماری سے کپڑے نکال کر نہانے چلی گئی۔۔۔۔۔
 وہ نہا کر نکلی تو وہ کمرے میں نہیں تھا۔۔۔۔
 شاید نیچے جا چکا تھا۔۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی۔۔۔۔
 ماہین نے پیلا ٹخنوں تک آتا فراک پہنا ہوا تھا۔۔۔
 ۔ اسی کے نیچے اسی کا ہم رنگ چوئی دار پاجامہ اور ہم رنگ ڈوپٹہ سینے پر پھیلائے وہ کوئی کھلتا ہوا پھول لگ
 رہی تھی۔

یہ ڈریس سالار کے لائے ہوئے کپڑوں میں سے ہی تھا۔۔۔۔
 بال برش کر کے اس نے پیچھے کی طرف کھلے چھوڑ دیے۔۔۔۔۔
 ڈریسنگ ٹیبل پر سیٹ ہوئے میک اپ کے سامان میں سے۔۔۔
 جو اس کے آنے سے پہلے ہی شاید سیٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

اس میں سے اس نے لال رنگ کے شیڈ کی لپ اسٹیک اٹھا کر ہونٹوں پر لگائی لیکن وہ بہت زیادہ تیز لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

سامنے پڑے ٹشو باکس میں سے اس نے ٹشو پیپر اٹھایا اور لپ اسٹیک صاف کی۔۔۔۔۔
تو ہونٹوں پر لپ اسٹیک ہلکے سے مٹے مٹے نشان رہ گئے۔۔۔
"ہاں اب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔"

پھر اس نے لائسنر اٹھا کر باریک سالانر لگایا۔۔۔۔۔
ادھر خود کو تیار کھڑا شیشے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔
"میں۔۔۔۔۔ پرفیکٹ"

خود سے کہتی ڈوپٹہ سہی کرتی نیچے پہنچی تو سب ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے اسی کے انتظار میں تھے۔۔۔۔۔
سالار بھی وہیں بیٹھا تھا وہ بھی وہیں اس کے برابر کرسی گھیسٹے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔
تو سب نے کھانا کھانا سٹارٹ کر دیا۔۔۔۔۔

ماہین کو خود پر مسلسل کی کی نظریں محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔
لیکن جب اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سب ہی کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔
وہ الجھ سی گئی۔۔۔۔۔

اس کی مسلسل نظریں ماہین پر جمی تھیں۔۔۔۔
ہاں وہ مہوش تھی جس کی نظریں پر تپش نگاہ کب سے اسے الجھا رہی تھی۔۔۔۔

سالار کھانا کھا کر جاچکا تھا کمرے میں۔۔۔۔
وہ بھی اٹھ کر جانے لگی تھی کہ
"بھابھی رکھیں"

.... کی آواز پر اسے رک جانا پڑا

ماہین واپس بیٹھ گئی۔۔۔۔

"بھابی اگر آپ کو کوئی کام ہے تو فوراً کر کے فارغ ہو جائیں۔۔۔۔ اور پھر اوپر چھت پر آجائیں"

یہ وجیہہ تھ۔۔۔۔

بھابھی سارے کام ختم کر کے آئیے گا۔۔۔۔ کیونکہ اس بندریا کی باتیں سننے کے بعد آپ کچھ کرنے کے

"قابل نہیں رہیں گی۔۔۔۔۔۔"

یہ معاذ تھا۔۔۔۔۔۔

جواباً وجیہہ نے ساتھ پڑا کشن اٹھا کر معیز کو مارا..... وہ بے اختیار ہنسی تھی۔۔۔۔۔

وجیہہ اور معاذ دونوں چونک کر اس کی طرف مڑے اور پوری آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

"بھابھی آپ تو ہنستے ہوئے اور بھی پیاری لگی ہیں"

وجیہہ نے آنکھوں کو گول گول کر کے کہا۔۔۔۔۔

تھینکس "ماہین نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔"

"ماہین"

سالار کی مام نے کچن سے آتے ہوئے اسے آواز دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جی آنٹی"

وہ بھی اٹھ کر ان کی طرف بڑھی۔۔۔

یہ آنٹی کیا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ سالار کی ماما ہوں تو تمہاری بھی ہوئی۔۔۔۔۔ اب یہ آنٹی وانٹی نا"

"سنو۔ ہنسن۔۔۔۔۔"

ماہین مسکرائی

"جی ماما"

"شاباش۔۔۔ اور چلو اب یہ کافی سالار کو دے آؤ۔۔۔"

وہ اس کو کافی کا کپ تھماتی چلی گئیں۔۔۔۔۔

ماہین پیچھے بیٹھی وجیہہ کو تھوڑی دیر میں چھت پر آنے کا اشارہ کر کے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

ماہین اوپر پہنچی تو سالار کمرے میں نہیں تھا۔۔۔

لیکن کمرے میں بائیں طرف سلائیڈنگ ڈور کھلا ہوا تھا۔۔۔

وہ کافی کا کپ اٹھائے اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

وہاں ٹیرس تھا اور سالار ریلنگ سے ٹیک لگائے سیگریٹ پینے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

"تمھاری کافی۔۔۔۔۔"

وہ آگے بڑھی اور سالار کی طرف کافی بڑھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

سالار نے اس کی طرف رخ کیا تو وہ کانپ کر رہ گئی۔۔۔

سالار کی آنکھیں لال انگارہ بہہ رہی تھیں۔۔۔۔۔

"وووووووہ۔۔۔ کافی۔۔۔۔۔"

آوز میں واضح کپکپاہٹ تھی۔۔۔

ابھی اسکا جملہ پورا بھی ناہو پایا تھا۔۔۔

"آاااااااااا-ه اوپچ--مما"

جلن و تکلیف کی وجہ سے بے اختیار وہ کراہی۔۔۔۔۔

تم کیا سمجھتی ہو میرے پیرنٹس کو۔۔۔ گھروالوں اپنے جال میں پھنسا کر مجھ سے بدلہ لے لو گی؟ یا پھر ”

اور وہ اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

تکلیف نہیں دے رہا تھا جتنے اس کے الفاظ دے رہے تھے۔۔۔۔۔ اس کی آنکھ سے آنسو مسلسل بہہ

۱۔ مرقعہ

مگر وہ دشمن جاں اس کی تکلیف کی پرواہ کیے بغیر اپنی کہے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

ٹیس پر گئی تو وہاں ماہین پیر پکڑے آنسو بہانے میں مصروف تھی۔۔۔۔

وہ سر پر ہاتھ مار کر بولی تھیں۔

"بھابی پہلے تو آپ کو بچہ پارٹی کا تعارف کرا دیتی ہوں۔۔۔۔"

یہ وجیہہ تھی

اوائے بچی تم خود ہو گی۔۔۔۔ بھابھی آپ کو میں بتاتا ہوں سب کے بارے میں۔۔۔۔ یہ آپ کے ہسبینڈ

"کی پھپھو کی بیٹی وجیہہ عرف و تاج موٹی۔۔۔۔"

یہ معاذ تھا جو کھل کر سب کا تعارف کرانے لگا تھا۔۔۔۔

وجیہہ نے فوراً سے معاذ پر کشن اٹھا کر پھینکا تھا۔۔۔۔

اور یہ موٹا معاذ کہلاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ واسطہ تو کچھ ہے نہیں ہمارا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔ پر پھر بھی چوبیس گھنٹے

"ہمارے ہاں پایا جاتا ہے.... موٹا کہیں کا

وجیہہ کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔۔۔۔

ہاں تمہارے گھر تھوری آتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ عاشر سے ملنے عاشر کے گھر آتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ ہنہ۔۔۔۔۔۔۔۔ آئی بڑی

"بی مینڈ کی

انداز خاصا چرانے والا تھا۔۔۔۔

سب ہی ہنسے تھے وجیہہ کی اس عزت افزائی پر۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہا تو میرے بھی ماموں کا گھر ہے۔۔۔ اور یہ مینڈ کی کس کو بولا۔۔۔ مینڈک تم خود ہو موٹے اس سے پہلے کہ معاذ جو ابی کاروائی کرتا کہ عاشق بول اٹھا۔۔۔"

"بھابھی میں عاشق۔۔۔ سالار بھائی کے چاچو کا بیٹا اور مہوش کا بڑا بھائی۔۔۔"

عاشق نے اپنا تعارف خاصے ڈیسنٹ انداز میں کروایا۔۔۔ وہ بہت گڈ لکنگ تھا۔۔۔ گڈ لکنگ تو خیر معاذ بھی تھا پر اس میں شوخ پن تھا۔۔۔

جبکہ عاشق کی شخصیت سالار سے بہت ملتی جلتی تھی۔۔۔ وہی رعب۔۔۔

وہی شاہانہ پن جو سالار کی شخصیت کا خاصا تھا۔۔۔

اور مہوش سے تو آپ مل چکی ہیں۔۔۔ تو ان سے ملیے میری بہن صاحبہ سے۔۔۔ نام ماریہ۔۔۔ عمر میں تو"

"مجھ سے ایک سال بڑی ہیں پر ان کے کم بولنے والی عادت زہر لگتی ہے مجھے۔۔۔ اور۔۔۔

وجیہ کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی ساتھ بیٹھی ماریہ نے اک دھپ لگائی تھی اس کی کمر میں۔۔۔

"آں! آپی کیا کرتی ہیں یار۔۔۔

وجیہ فوراً چلائی۔۔۔

ماہین خود کو کافی ہلکا مہسوس کر رہی تھی ان سب کے درمیان وہ سالار اور اسکی باتوں کو مکمل طور پر بھولی ہوئی تھی۔۔۔

اینڈ ان لاسٹ بٹ ناٹ لیسٹ۔۔۔ ہماری چھٹکی اوو میرا مطلب ہے مشال۔۔۔ وہ ابھی ادھر ہے " نہیں۔۔۔ میرا چھوٹی بہن ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔

وجیہ نے اک بار پھر اعلانیہ طور پر تعارف کرانا شروع کیا۔۔۔

ماہین تم آرام کرو۔۔۔ میں اسے لے کر جاتی ہوں "ماریہ اٹھی اور وجیہ کو بھی ساتھ لے گئی۔۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے معاذ اور مشال بھی اللہ حافظ کہہ کر نکل گئے۔۔۔۔۔۔ عاشر اور مہوش تو پہلے ہی جا چکے تھے۔۔۔۔۔۔

ماہین بھی سونے لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔

وہ رات دیر سے گھر آیا اور سیدھے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔

کمران دھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ چپ چاپ جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

سامنے بیڈ پر بے خبر سوتی ماہین بر نظر پڑی۔۔۔۔۔۔

۔۔۔ سالار نے سگریٹ نکالی۔۔۔۔۔۔ سلگائی۔۔۔۔۔۔ اور اک کش لے کر ہوا میں دھواں چھوڑا۔۔۔۔۔۔ چند لمحے وہ ماہین کو یونہی تکتا رہا پھر سگریٹ سائنڈ پر رکھ کر اٹھا اور ماہین کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔

وہ پیاری تو ویسے بھی تھی لیکن سوتے ہوئے اس کے چورے پر معصومیت کا رقص تھا۔۔۔۔۔۔

سالار نے ہاتھ بڑھایا۔ اس کے اس کے آنکھوں پر آتی لٹ کو کان کے پیچھے کیا۔۔۔۔۔

وہ اپنے چہرے پر کسی کے ہاتھ کی تپش محسوس کر کے کسمسائی تھی۔۔۔ اور کروٹ بدلی۔۔۔ سالار

گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔۔ اسکا چہرہ اسی کی طرف تھا۔۔۔۔۔ کھر کی سے آتے چاند کی روشنی اس اندھیرے

میں سیدھی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

جب جب میں تمہیں تکلیف دیتا ہوں تو کیوں مجھے خود کو تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔۔ کیوں درد مجھے محسوس "

ہوتا ہے۔۔۔۔۔ کیوں میں ہر بار خود کو کوستا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے ڈر ہے۔۔۔۔۔ مجھے ڈر ہے ماہین کہ میں

"تمہاری محبت میں مبتلا نا ہو جاؤں

کہہ کر ٹھنڈی آہ بھری اس نے۔۔۔۔۔

اور میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو۔۔۔۔۔ مجھے تم سے صرف نفرت ہی کرنی ہے کچھ۔۔۔۔۔ کچھ بھی "

نہیں۔۔۔۔۔ جب جب مجھے ہتھیر یاد آتا ہے ناتو میں خود پر اختیار کھو بیٹھتا ہوں۔۔۔۔۔ د۔۔۔۔۔ کاش تم مجھے

"کہیں اور ملتیں کسی اور طرح

وہ اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں سرگوشیوں میں بول رہا ہاتھ۔۔۔۔۔

اسے اس طرح بیٹھے کتنا وقت گڑ گیا پتا ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔

فجر کی اذان سن کر اسے ہوش آیا۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری "وہ اسکا ماتھا چوم کر کہتا اپنی جگہ پر جا کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔"

آج مضطر ہے میری جان۔۔ خدا خیر کرے۔۔

دل میں ہے درد کا طوفان۔۔۔ خدا خیر کرے

صبح پیر میں درد کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔۔

برابر نظر پڑی تو سالار کو سوتا پایا۔۔۔

کھڑے ہونے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی اور اپنی طرف کے سائیٹ ٹیبل پر پین کلرز چیک کرنے لگی پر ادھر نہیں تھیں۔۔۔

اس نے دوسری سائیٹ ٹیبل پر نظر دورائی تو ادھر ٹیبلیٹس رکھی تھیں۔۔۔

اب وہ تھوڑا سالار کی سائیڈ پر کھسکی۔۔۔۔۔

اور ہاتھ بڑھا کر ٹیبلیٹس اٹھانے لگی۔۔۔

پر اس کا ہاتھ ہی نہیں جا رہا تھا ٹیبلیٹس تک۔۔۔۔

وہ تھڑا اور جھکی۔۔۔۔۔

اب اس کے کھلے بال سالار کے چہرے کو چھونے لگے۔۔۔۔۔

اس نے ٹیبلیٹس اٹھائیں۔۔۔

اسی لمحے سالار کے پاس رکھا الارم زور سے بجا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہوتی۔۔۔۔

سالار نے کروٹ بدلی۔۔۔۔۔

ماہین کا توازن بگڑا اور دوسرے ہی لمحے اس کا سر سالار کے سر سے ٹکرا آیا۔۔۔۔

اب سالار کی آنکھ کھل چکی تھی اور وہ آنکھیں کھولے خود پر گری ماہین کو دیکھ رہا تھا اور معاملہ سمجھنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔۔۔۔

"ووہ۔۔۔ مممم۔۔۔ میں۔۔۔ یہ ٹیبلیٹس۔۔۔ اٹ۔۔۔ ٹھار ہی تھی"

ماہین پیچھے ہوتے اپنی صفائی میں بولی۔۔۔۔

"اچھا"

سالار اک لفظی جواب دے کر واش روم چلا گیا۔۔۔

ہیں؟ اسے کیا ہوا؟ "ماہین ابھی اس کے رویے پر۔۔۔"

وقت نکل رہا ہے۔۔۔۔۔

ہاتھوں سے میرے۔۔۔

دل میں بس رہا ہے۔۔۔

رفتہ رفتہ تو میرے۔۔

پریشان ہوں میں۔۔۔۔

کہ کہیں۔۔۔۔۔

کرنا بیٹھوں تجھ سے محبت۔۔۔۔

دل مچل رہا ہاتھوں میں میرے۔۔۔

اززون شاہ

وہ حیران تھی اس کے رویے پر کہ اس نے نہ کوئی غصہ ظاہر کیا۔۔۔۔

نابیزاریت اور ناہی کوئی طنز۔۔۔۔

..... وہ ابھی اپنی سوچوں میں ہی گم تھی کہ سالار واثروم سے نہا کر نکلا

ٹراؤزر کے اوپر بلیک ٹی شرٹ۔۔۔

گلے میں لپٹا تولیہ۔۔۔

ماتھے پر آتے بال اور ان سے ٹپکتی بوندیں۔۔۔۔۔

وہ چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل تک گیا۔۔۔ بال سیٹ کیے۔۔۔ تو لیا بیڈ پر پھینکا اور خود پر پر فیم کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

"اللہ اللہ اس شخص کو مجھ سے محبت کرادیں"

اس نے اللہ سے سالار کی محبت مانگی تھی۔۔۔ اور اس نے کچھ غلط نہیں کیا تھا۔۔۔

اس نے اپنے محرم کی محبت مانگی تھی اللہ سے۔۔۔۔

اس کی جس کو اللہ نے اسکا نصیب بنایا تھا۔۔۔۔۔

وہ فریش ہو کر نیچے آئی۔۔۔۔

اٹھ گئیں تم بیٹا۔۔۔ میں ابھی تمہیں ہے یاد کر رہی تھی۔۔۔ آؤ..... کیا کھاؤ گی تم۔۔۔ میں وہی"

"بنوادتی ہوں تمہارے لیے۔۔۔۔

اس کو نیچے آتا دیکھ کر ماما بولیں تھیں۔۔۔۔

"کچھ بھی بنوادیں مام۔۔۔۔۔"

ہم چلو اچھا۔۔۔ میں تمہارے لیے بھی آلیٹ اور پڑاٹھا بنوادتی ہوں۔۔۔ تم جاؤ سب کے ساتھ"

"بیٹھو۔۔۔ میں لگواتی ہوں ناشتا

"نہیں مام۔۔۔ کچھ ہیلپ ہے تو میں کروادیتی ہوں"

وہ آگے بڑھتے ہوئے بولی۔۔

ارے نہیں۔۔۔ ہیلپ کیسی۔۔۔ بس نسیمہ ابھی ناشتا لگا دیتی ہے۔۔۔۔۔ تم جاؤ شاہاباش۔۔۔۔۔ بچوں کے"

"ساتھ بیٹھو پوچھ بھی رہے تھے سب تمہارا۔۔۔۔۔ جاؤ شاہاباش

وہ مسکراتے ہوئے اسے کہہ رہی تھیں۔۔۔

ان کے کہنے پر وہ لاؤنج میں آگئی۔۔۔۔

وہاں سب بچہ پارٹی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسے دیکھ وجیہہ فوراً کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"بھابھی آئیں بیٹھیں۔۔۔۔۔ میں آپ کو دھماکے دار خبر سناتی ہوں۔۔۔۔۔ بیٹھیں بیٹھیں۔۔۔۔"

وجیہہ ماہین کو صوفہ پر بیٹھنے کا کہہ کر صوفے کے پاس کشن لے کر نیچے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"اچھا! ایسی کیا خبر ہے۔۔۔ ہنسن"

ماہین کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

"وہ اصل میں۔۔۔۔۔ ہمہماری پی۔۔۔۔۔ بنورانی۔۔۔۔۔ کی ودائی ہونے والی ہے۔۔۔۔"

وہ ماریہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے آنکھ دبا کر بولی۔۔۔۔

"اوہووووووئے۔۔۔۔۔ کس کی ودائی ہو رہی ہے؟"

معاذ لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔۔۔۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ تمھاری ودائی نہیں ہو رہی۔۔۔۔ اور تم پھر نازل

"ہو گئے۔۔۔۔ اور یقیناً عزتِ مآب ناشتہ بھی ہمارے ہاں نوش فرمائیں گے۔۔۔۔ بھوکا

تپا دینے والا انداز تھا وجیہ کا۔۔۔

اور اس کی بات پر ساتھ بیٹھی ماریا نے اس کی کمر پر دھپ رسید کی تھی۔۔۔۔

"آاا۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔ کیاں کرتی ہیں یار"

وہ جھنجلائی تھی۔۔۔

"اور تم کیا کرتی ہو۔۔۔۔۔ جب دیکھو پٹر پٹر۔۔۔۔۔ حد ہوتی ہے۔۔۔۔۔ کسی بات کی۔۔۔۔۔"

ماریہ نے صحیح طریقے سے وجیہ کو جھاڑ پلائی۔۔۔

رہنے دو ماریہ۔۔۔۔۔ ویسے بھی عزتِ مآب کون سا ان کے گھر آتے ہیں۔۔۔۔۔ ناشتہ کرنے جو ان کو فکر

لگی ہوئی ہے راشن کی۔۔۔۔۔ "وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔۔۔۔ تاک کر جواب دیا تھا۔۔۔

تم تو چپ ہی کرو اور آپنی یہ آپکے ناشترمانے کے دن ہیں.... یوں ڈانٹ ڈپٹ کے نہیں۔۔۔۔۔ کیوں"

"بھابھی؟

وجیہہ نے ماہین کو بھی گفتگو میں شامل کیا۔۔۔۔۔

وجیہہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔۔ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ اور کیا بتانا چاہ رہی ہو۔۔۔۔۔ "ماہین نے الجھ کر" کہا۔۔۔

معاذ ماہین کے برابر والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔
بھابھی فکر کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ اس گھر میں موجود کسی بھی شخص کو ان محترمہ کی باتیں سمجھ میں "نہیں آتیں

معاذ کہتے ہوئے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکرایا تھا۔۔۔۔۔
"معاذ کے بچے۔۔۔ میں تمہارا خون پیجاؤنگی۔۔۔"

وجیہہ کھڑے ہو کر معاذ کے بالوں پر حملہ آور ہوئی تھی اپنے پنجنوں سے۔۔۔۔۔
ارے "ماہین کے منہ سے نکلا۔۔۔"

آآآ۔۔۔۔۔ جنگلی بلی۔۔۔۔۔ بال چھڑو۔۔۔۔۔ "معاذ کراہا"

"میں تو نہیں چھوروں گی۔۔۔۔۔ پہلے سوری بولو۔۔۔۔۔"

معاذ کے بالوں کو جھٹکا دیتی وہ چلائی تھی۔۔۔۔۔

اور ادھر ماہین اور ماریہ ہنس ہنس کر لوٹ بوٹ ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

نہیں بولوں گا سوری۔۔۔۔۔ آ آ آ۔۔۔۔۔ چھوڑو موٹی۔۔۔۔۔ ارے سالار بھائی آپ۔۔۔۔۔ دیکھیں " اسے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے کچھ بولتا وجیہہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔
اس کے پیچھے ہوتے ہی سب کا زور دار قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔۔
کیونکہ وہاں سالار کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔
وہ بے وقوف بنائی گئی تھی۔۔۔۔۔

ماریہ نے وجیہہ کے پیچھے ہوتے ہی جلدی سے اسے کھینچ کر ساتھ بٹھایا تھا۔۔۔۔۔
"تمہیں تو اب سالار بھائی دیکھیں گے۔۔۔۔۔"
معاذ نے دھمکی دی۔۔۔۔۔

"آیا بڑا۔۔۔۔۔ سالار بھائی دیکھینگے۔۔۔۔۔ ہنہہہہ"
اس نے منہ سڑایا۔۔۔۔۔

"ماریہ آپنی عاشق بھیا کہاں۔۔۔۔۔ ان کو چھوٹی مامی بلار ہی ہیں۔۔۔۔۔"
مشال نے آکر عاشق کے متعلق پوچھا۔۔۔۔۔
"وہ۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ ماریہ کچھ بولتی۔۔۔۔

کہ وجیہہ بول اٹھی۔۔۔

اومئے ہوئے۔۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔۔ آپ سے آپ کے ان کے بارے میں پوچھ رہی ہو۔۔۔۔ غلط بات "

"ہے۔۔۔۔ آپ کو شرم آئے گی۔۔۔۔ کیوں آپ۔۔

لفظوں کو توڑ توڑ کر۔۔۔۔

آنکھیں گھما کر چہرے پر سارے جہان کی معصومیت طاری کر کے ارشاد فرمایا گیا۔۔۔۔

"ہائے۔۔۔۔ مطلب کے "

معاذ نے بات ادھوری چھوڑی۔۔

"جی وہی مطلب۔۔۔۔"

وجیہہ نے آنکھیں گھماتے جواب دیا۔۔

"اووووووووووووووووو"

معاذ نے منہ گول کر کے اووو کو خاصا لمبا کھینچا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے بھی بتادے کوئی کہ آخر بات کیا ہے۔۔؟"

ماہین نے بیچارگی سے پوچھا۔

"بھی دیکھیں سمپل سی بات ہے کہ ہماری بنورانی دلہنیا بننے والی ہیں۔۔۔عاشق بھیا کی۔۔۔۔۔"

وجیہ نے ڈرامائی انداز میں ماہین کو آگاہ کیا۔۔۔۔۔

"congratulations ہو وواؤ۔۔۔"

ماہین اٹھ کر ماریہ کو گلے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔

عین اسی وقت سالار لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

"بھائی۔۔۔چلے اب آپ آگئے ہیں تو ہم آپکو بھی ایک دھماکے دار خبر سنا دیتے ہیں"

سالار کو اندر داخل ہوتے دیکھ وجیہ بولی۔۔۔

سالار کی اندر داخل ہوتے ہوئے پہلی نظر ماریہ سے گلے ملتے ہوئی ماہین پر پری۔۔۔۔۔

.....عین اسی وقت وجیہ کی آواز سن کر ماہین کی نظریں اٹھیں اور سالار کی نظروں سے ٹکرائیں تھیں

"ہمممممم۔۔۔۔۔کونسی دھماکے دار خبر؟"

وہ بوتے ہوئے صوفے پر بیٹھنے ہی لگا تھا کہ لاؤنج میں داخل ہوتی ملازمہ نے اطلاع دی۔۔۔۔۔

"بڑی بیگم صاحبہ سب کو ناشتے کے لیے بلارہے ہیں"

"مام بلارہے ہیں پہلے ناشتہ کر لو سب"

سالار کی بات سن کر سب نے ڈائمننگ روم کا رخ کیا۔۔۔۔

سب ناشتی کر رہے تھے کہ مصطفیٰ صاحب (سالار کے بابا) نے اعلان کیا۔۔۔۔

"اس ہفتے انشاء اللہ ماریہ اور عاشر کا نکاح ہے"

اس گھر کے بڑوں کے انتقال کے بعد مصطفیٰ صاحب ہی اس گھر کے بڑ ہونے کی حیثیت سے تمام چھوٹے بڑے فیصلے لیتے تھے۔۔۔۔

"پر ماموں ہم اتنی جلدی سب تیاریاں کیسے کریں گے"

وجیہہ نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔

"ایسے"

انہوں نے پناڈ بیٹ کا رڈ آگے کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"وجیہہ نے فوراً جھپٹا۔۔۔۔۔"

ہمممم اب کی جاسکتی ہے شاپنگ مگر شرط یہ ہے کہ سالار بھائی آج ہی ہم کو شاپنگ پر لے کر جائیں"

گے۔۔۔۔

".....ہے۔۔۔۔۔ سو میں نہیں لے جا سکتا

"بھائی سوچ لیں"

"نومینس نو"

"اس میں کونسی بڑی بات ہے۔۔۔ انکل اگر آپ اجازت دیں تو میں لے جاؤں ان لوگوں کو"

"ہاں تم لے جاؤ"

مصطفیٰ صاحب نے آملیٹ کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

"آیا بڑا فارغ انسان۔۔۔۔۔ میں لے جاؤں۔۔۔۔۔ ویلا نا ہو تو"

وجہیہ اس کی نقل کرتی ٹپ کر بر بڑائی تھی۔۔۔۔

"~~~~~"

"کیا ہوا؟"

"ہاں۔۔ہاں۔۔بتاؤ وجیہہ۔۔۔کیا ہوا ہے؟"

اس کی بات پر سالار نے نا سمجھ آنے والے انداز میں ایک اُسیرواٹھائی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا کہ معاذ بول اٹھا۔۔۔

"سالار بھائی ویسے آپ نے بتایا نہیں کہ آپ نے کتے بھی پالنا شروع کر دیے ہیں"

ترچھی آنکھوں سے وجیہہ کو دیکھتے ہوئے معاذ نے کہا۔۔۔

معاذ کی بات پر پانی پیتی ماریہ کو اچھو لگا تھا۔۔۔

"پالے نہیں ہیں۔۔۔ مگر روزانہ ہی پروس کا کتا ہمارے گھر میں موجود ہوتا ہے۔۔۔ ہنہہ"

وجیہہ کی بات پر سب ہی نے قہقہہ لگایا اور اسی لمحے وہاں داخل ہوتے عاشر کی نگاہیں ماریہ کے کھکھلاتے چہرے سے ٹکرائیں تھیں۔۔۔۔

وہی لمحہ تھا کہ خود پر جمی سرد نگاہوں کے احساس سے ماریہ نے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

اور اسے ان میں کچھ بھی نظر نہ آیا۔۔۔۔

بس خالی پن تھا۔۔

وہ ابھی تک اسی کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ وہ ٹیبل پر موجود سب لوگوں کو خدا حافظ کہہ کر جا چکا تھا۔۔

ہوش تو اسے تب آیا جب برابر بیٹھی مشال نے اسے ٹھوکا دیا۔۔۔

"کہاں گم ہیں آپنی؟ عاشر بھیا جا چکے ہیں۔۔"

مشال نے شرارت سے کہا۔۔۔

اس کے بات پر ماریہ سر جھکا گئی۔۔۔۔

مشال نے تو اسے اس کی شرم سمجھا۔۔۔۔

جبکہ اس نے اپنے آنسو چھپائے تھے۔۔۔۔

"ویسے انگل آپ نے اس موٹی کو ڈانٹا نہیں۔۔۔۔ اس نے مجھے کتا کہا"

اٹھا 1 معاذ سے جب خاموشی ہضم نا ہوئی تو دوبارہ بول

میں نے کب کہا خود ہی کہہ رہے ہو "وجیہہ نے جو س پیتے ہوئے اطمینان سے جواب دیا تھا۔۔۔۔"

اس کی بات پر معاذ تلملایا۔۔۔۔

سب کو باتوں میں مصروف دیکھ کر ماریہ اٹھی اور جانے لگی۔۔۔۔

ماریہ ناشتہ تو کر لو صحیح سے "اسے جاتے دیکھ کر عاشر کی مام بولیں۔۔۔۔"

جی۔۔۔۔ میں نے صحیح سے ہی ناشتہ کیا ہے چھوٹی مامی "وہ وہیں کھڑے کھڑے دھبی آواز میں"

بولی۔۔۔۔ نظریں نیچے تھیں۔۔۔۔ وہ اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

"ہمممم اچھا چلو تم جاؤ۔۔۔۔"

ان کے کہتے ہی وہ فوراً وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

"مہوش کہاں ہے"

اس نے فوراً آنسو پونچھے۔۔۔۔

"آجائیں"

باہر جو کوئی بھی تھا وہ اس کی اجازت کے انتظار میں تھا۔۔۔

اجازت ملتے ہی اندر داخل ہوا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔۔۔

اور پلٹا۔۔

وہ عاشر تھا۔۔

دھیمے قدموں سے چلتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

"آپ؟۔۔۔۔"

"میں صرف۔۔۔۔"

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔ کسی نے دیکھ لیا تو اچھا نہیں لگے گا"

وہ اس کو وہاں دیکھ کر گڑبڑائی تھی۔۔۔

.... اور وہ سائیڈ سے ہوتی دروازے کی طرف بڑھی دروازہ کھونے کے لیے

لیکن اگلے ہی پل اس کا بازو عاشر کی سخت گرفت میں آچکا تھا۔۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہا کہ میں صرف بات کرنے آیا ہوں اور بات کر کے چلا جاؤں گا"

وہ اسکا بازو چھوڑ کر دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

"جج جی بولیں"

"اس شادی سے انکار کر دو"

تیر پھینکا گیا۔۔۔۔

جو دل کے آر پار بھی ہوا۔۔۔۔

"جی؟"

دیکھیں ماریہ میرا تم سے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں۔۔۔۔ تم بہت اچھی ہو پر میں عائشہ سے کمٹڈ"

ہوں۔۔۔۔۔ اور میں نے کبھی تمہارے بارے میں ایسا کچھ سوچا بھی نہیں۔۔۔۔ ہم کبھی خوش نہیں رہ

"پائیں گے۔۔۔۔ سو بہتر ہو گا تم خود ہی اس رشتے سے انکار کر دو

وہ مصالحت کے انداز میں اس سے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

ہر جملے کے بعد رکتا جیسے بہتر الفاظ ڈھونڈ رہا رہا ہو۔۔۔۔

"تو یہ بات آپ کو چھوٹی مامی سے کہنی چاہئیے تھی نا"

نظریں جھکائے آنسو پیتی وہ بمشکل بولی۔۔۔

ماریہ نے بڑے ضبط سے اوپر سر اٹھایا اور بولی۔۔۔۔۔

.... عاشق نے اس کو بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا

اس کی بات پر ماریہ نے جھٹکے سے بازو چھڑایا اور پیچھے ہوتی چلائی۔۔

بے غیرت میں نہیں بے غیرت آپ ہیں جو اپنے مطلب کے لیے ایک لڑکی کو ڈھال بنا رہے ہیں۔۔۔۔۔ ذرا شرم۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ پورا کرتی کہ عاشر کا بھاری ہاتھ اس کے گال پر پرا۔۔۔۔۔
 "اب تم خود اپنے فیصلے پر پچھتاؤ گی"

وہ اسے وارن کرتا اس کے م سے نکل گیا۔۔۔۔۔
 اور وہ ابھی تک شک میں تھی کہ وہ عاشر مرتضیٰ کے ہاتھ سے تھپڑ کھا چکی ہے۔۔۔۔۔
 وہ رو رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔۔۔۔۔
 اس کا دل ٹوٹا تھا۔۔۔۔۔
 وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔۔۔

"!ماہین"

مام کی آواز پر کچن سے آتی وہ پلٹی۔۔۔

"!جی"

"بیٹا ماریہ کو دیکھنا ذرا۔۔۔ اگر وہ روم میں ہے تو اسے ذرا میرے پاس بھیجنا"

"جی اچھا"

یہ کہہ کر وہ اوپر کیسے طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

وہ اوپر ماریہ کے روم میں داخل ہوئی تو اندر کا منظر دیکھ کر اٹھتے قدم رک گئے۔۔۔۔۔

..... ماریہ زمین پر بیٹھی بلک رہی تھی

وہ اس کی طرف دوڑی۔۔۔۔

"ماریہ۔۔۔ ماریہ کیا ہوا۔۔۔۔ اس طرح کیوں رو رہی ہو میری جان"

ماہین نے اس کے پاس بیٹھتے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

ماریہ فوراً سے آگے بڑھ کر ماہین کے گلے لگ گئی۔۔۔۔

بھابھی۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ عاشر۔۔۔۔۔ عاشر۔۔۔۔۔ آئے۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ سی۔۔۔۔۔ اور رررر"

"سے۔۔۔۔۔ پیار

وہ ہچکیوں کے درمیان بولتی اک دم چپ ہو گئی اور شدت سے رونے لگ گئی۔۔۔۔۔۔۔

"بھابھی ایسا کیوں۔۔۔۔۔"

وہ بہت رو رہی تھی۔۔۔۔۔

ماہین نے اسے اٹھایا اور بیڈ پر بٹھایا۔۔۔۔

پانی پلایا تو وہ کچھ سنبھلی۔۔۔۔۔

بھابھی۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ہے جب میں چھوٹی تھی ناتب اک بار چھوٹی مامی نے کہا تھا کہ ہمارے عاشق کی

دلہن تو صف ماریہ بنے گی۔۔۔۔۔ پھر امی ابو کے منہ سے بھی ہمیشہ اپنے اور عاشق کے متعلق یہی

سناتا۔۔۔۔۔ ہاں باقاعدہ رشتہ طے نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔ لیکن زبانی طور پر بات چکی تھی۔۔۔۔۔ ہمیشہ اسے

ہی سوچا۔۔۔۔۔ اسے ہی چاہا۔۔۔۔۔ اور آج وہ۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اسے مجھ میں کوئی دلچسپی

نہیں۔۔۔۔۔

آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

اسکی آواز میں تڑپ تھی۔۔۔۔۔

"ماریہ۔۔۔۔۔ چپ کر جاؤ۔۔۔۔۔ اس طرح رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ چپ رہ جاؤ میری جان۔۔۔۔۔"

اس کو اس طرح

"ماریہ۔۔۔۔۔ چپ کر جاؤ۔۔۔۔۔ اس طرح رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ چپ رہ جاؤ میری جان۔۔۔۔۔"

اس کو اس طرح بلکتے دیکھ کر ماہین کے بھی آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔

نہیں بھابھی نہیں۔۔۔۔۔"

مجھے بچپن میں ہی یہ باور کرادیا گیا کہ عاشق مر تھی میرا نصیب ہے۔۔

صرف میرا۔۔۔

پھر۔۔۔

پھر میں بچپن سے صرف اسے ہی چاہا۔۔ صرف اسے ہی سوچا۔۔

اس پر اپنا حق سمجھ کر اس کی محبت مانگتی رہی اللہ سے۔۔۔۔

اور آج وہ مجھے کہہ کر گیا ہے کہ اسے مجھ سے محبت تو کیا۔۔۔

مجھ میں ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں۔۔۔۔

منہم مجھے لگا کہ۔۔۔۔

.....ووو

وہ۔۔۔۔

میری دعائیں میرے منہ پر مار گیا ہو۔۔۔۔

کیوں۔۔

کیوں۔۔۔

میری دعا کیوں قبول نہیں کی۔۔۔۔

اس کی محبت کو میرے نصیب میں کیوں نہیں لکھا۔۔۔

"بھابھی بیبی

آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

ماریہ۔۔۔"

ایسے نہیں کہتے میری جان۔۔۔۔۔

مانتی ہوں تم نے عاشر کی محبت کو اپنی دعاؤں میں بہت مانگا ہو گا۔۔۔

میں سمجھ رہی ہوں کہ تمہارے دل کی اس وقت کیا حالت ہے۔۔۔

پر میری جان یوں اللہ سے شکوہ مت کرو۔۔۔۔

اللہ تو سب کی سب دعائیں قبول کرتا۔۔۔۔

اس کی تو شان ہے دینا۔۔۔۔

وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا۔۔۔۔

"کمی تو ہمارے مانگنے میں رہ جاتی ہے۔۔۔۔

ماریہ کے آنسو تھم گئے تھے۔۔۔

وہ ماہین کی گود میں سر رکھے اسے سن رہی تھی۔۔۔

اس کے بال سہلاتے ماہین نے پھر کہنا شروع کر دیا۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔"

دیکھو ہر وہ چیز جو زمین سے آسمان تک کا سفر کرتی ہے۔۔

اس کو کسی نافیول یا ایئر جی کی ضرورت پرتی ہے۔۔۔

جیسے جہاز۔۔۔۔ روکٹ۔۔۔۔ وغیرہ۔۔۔۔

اسی طرح دعا کو بھی کسی طاقت کی ضرورت پرتی ہے آسمان تک جانے کے لیے۔۔۔۔۔

وہ طاقت جو دعا کا زمین سے آسمان تک کا سفر طے کراتی ہے۔۔۔۔

اور تمہیں پتا ہے! کہ وہ طاقت کونسی ہے؟۔۔۔ وہ ایئر جی کیا ہے؟ وہ ہے اللہ پر یقین۔۔۔۔

دعا میں جتنا زیادہ یقین شامل ہو گا۔۔۔

دعا اتنی ہی تیزی سے زمین سے آسمان تک کا سفر کرتی ہے۔۔۔۔

اور کم یقین یا یقین کے ناہونے پر دعا زمین اور آسمان کے درمیان ہی اٹک جاتی ہے۔۔۔۔۔

جب وہ اللہ تک پہنچتی ہی نہیں تو اس کے پورے ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔۔۔

۔ اور جو دعائیں اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔۔۔۔

وہ ضرور پوری ہوتی ہے۔۔۔۔

ہاں! کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ جو ہم نے مانگا ہوتا ہے وہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتا۔۔۔
تو ہم اللہ سے۔۔۔

جو اپنے بندوں سے بے شمار محبت کرتا ہے۔۔۔۔

کیسے امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ ہمیں وہ عطا کر دے جو ہمارے حق میں بہتر نہیں۔۔۔۔۔

اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو ہم مانگ رہے ہوتے ہیں۔۔۔

وہ اس وقت کے لیے مناسب نہیں ہوتا جس وقت ہم مانگ رہے ہوتے ہیں۔۔۔۔

تو اللہ میاں اس دعا کو بہتر وقت کے لیے اٹھا کر رکھ دیتے ہیں۔۔۔۔

پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ جو ہم مانگ رہے ہوتے ہیں۔۔۔

۔ ہم اسکے قابل نہیں ہوتے۔۔۔۔

تو اللہ میاں پہلے ہمیں اس چیز کے قابل بناتے ہیں پھر ہمیں وہ چیز عطا کرتے ہیں۔۔۔۔

تو دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔۔

ضرور قبول ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

"بس ہمارے مانگنے میں یقین شامل ہونا چاہیئے۔۔۔۔۔ کامل یقین۔۔۔۔۔

وہ لگاتار بولتی جا رہی تھی۔۔۔۔

اور ماریہ اس کی گود میں سر رکھے اسے سننے میں مگن تھی۔۔۔۔

بھابھی آپ بہت اچھا بولتی ہیں..... آپ ٹھیک ہی کہہ رہی ہیں۔۔۔۔ شاید میری دعاؤں میں ہی کمی

"رہ گئی ہے۔۔۔۔۔ یا پھر اس میں اللہ کی کوئی مصلحت ہوگی۔۔۔۔

ماریہ اس کی گود میں ہی لیٹے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

ماہین اپنی باتوں کا مثبت اثر دیکھ کر خوش ہوئی۔۔۔۔

پر بھابھی میں اس رشتے کے لیے انکار نہیں کرنگی۔۔۔۔ میں کیوں بری بنوں۔۔۔۔۔ اسے انکار کرنا ہے

"تو وہ خود کرے۔۔۔۔

ماریہ اٹھ کر بیٹھتی ماہین سے بولی۔۔۔۔

بلکل۔۔۔۔ تمہیں کوئی ضرورت نہیں انکار کرنے کی۔۔۔۔ اسے کرنا ہو گا تو وہ خود کرے گا۔۔۔۔۔ اچھا

چلو اب اٹھو۔۔۔۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ شاپنگ پر جانا ہے۔۔۔۔ اور نیچے مام بھی تمہیں بلارہی

"تھیں۔۔۔۔۔

ماہین کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"نہیں بھابھی۔۔۔۔۔ مجھے نہیں جانا آپ لوگ چلے جائیں۔۔۔۔۔"

کیوں؟۔۔ کیوں؟۔۔ نہیں جانا۔۔۔۔ اٹھو فوراً کُشا باش۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔ میں بھی ریڈی ہو کر " آتی ہوں۔۔۔۔ " وہ اسے زبردستی کھڑا کر کے کہتی۔۔۔۔ تیار ہونے چلی گئی۔۔۔۔

ماہین تیار ہونے روم میں آئی تو سالار آئینے کے سامنے کھڑا بال جیل لگا کر سیٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔
 ماہین کے روم میں اینٹر ہوتے ہو اس نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔۔۔۔۔
 ماہین کبرڈ سے اپنا ڈریس نکال کر چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔
 وہ چینج کر کے آئی تو سالار صوفے پر بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا۔۔۔۔۔
 ماہین ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بال ڈرائیر کرنے لگی۔۔۔۔۔
 بال ڈرائیر کر کے آنکھوں پر لائیز لگایا۔۔۔۔۔
 ہونٹوں پر سرخ لپ اسیک لگائی۔۔۔۔۔
 اور بال پونی میں قید کر کے ڈوپٹہ گلے میں ڈال کر الماری کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔
 اپنا ہینڈ بیگ لینے کے لیے۔۔۔۔۔
 وہ بالکل کوئی کالج گرل لگ رہی تھی۔۔۔۔۔
 الماری سے ہینڈ بیگ لے کر وہ پلٹی تو اسکا سالار کے چوڑے شانے سے ٹکرایا۔۔۔۔۔

وہ جھٹکے سے پیچھے ہوتی الماری سے لگی۔۔۔۔۔

"یہ لو کریڈٹ کارڈ۔۔۔۔۔"

اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر کریڈٹ کارڈ نکالا اور اسے زبردستی تھمایا۔۔۔۔۔

اور پلٹا۔۔۔۔۔

مدھم رفتار سے چلتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل تک پہنچا۔۔۔۔۔

اور ہاتھ بڑھا کر ٹشو باکس سے ٹشونکالے۔۔۔۔۔

ایک۔۔۔

دو۔۔۔

تین۔۔۔

باری باری تین ٹشونکالنے کے بعد وہ دوبارہ اس تک آیا۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔۔۔

وہ ہاتھ بڑھا کر اسے ٹشو پیپر اسکے ہونٹوں پر رگڑے۔۔۔۔۔

پھر زرا نزدیک ہوا۔۔۔

ہاتھ بڑھایا۔۔۔۔۔

اور ماہین کے سائیڈ کے سائیڈ کے الماری کے دروازے کو کھولا اور زرا جھک کر ایک کالی چادر نکالی۔۔۔۔۔
 جس پر لال رنگ کے بیل بوٹیاں بنی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔
 چادر کھول کر اس نے ماہین کے گرد پھیلا دی۔۔۔۔۔
 جس سے اس کا کلیوں سا سراپا اس چادر میں چھپ گیا۔۔۔۔۔
 اگر اس گھر سے باہر تمہارے گرد یہ چادر ہوگی تو مجھے اچھا لگے گا۔۔۔۔۔ "آنکھوں میں دیکھ کر کہا تھا"
 اس نے۔۔۔۔۔ پھر تھوڑا جھکا اور اس کے ماتھے بوسہ دیا۔۔۔۔۔
 اور چپ چاپ کمرے سے چلا گیا چلا گیا۔۔۔۔۔
 مرد چاہے امیر ہو یا غریب۔۔۔۔۔ چاہے کسی بھی سٹینڈرڈ کا کیوں نا ہو۔۔۔۔۔ اپنی
 ماں۔۔۔۔۔ بہن۔۔۔۔۔ بیوی۔۔۔۔۔ بیٹی کو ہمیشہ ڈھکا چھپا ہی پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔ اور یہی غیرت مند مرد کی
 سب سے بڑی نشانی ہوتی ہے۔۔۔۔۔
 وہ تو چلا گیا تھا پر اسے پتھر کر گیا تھا۔۔۔۔۔
 اس نے بے ساختہ ہاتھ اپنے گال کی طرف بڑھایا۔۔۔۔۔
 تو ہاتھوں پر کچھ نمی کا احساس ہوا۔۔۔۔۔
 وہ بے اختیار مسکرائی۔۔۔۔۔

تو اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

تشکر کے آنسو۔۔۔۔۔

وہ اسے جانے انجانے میں تحفظ فراہم کر کے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے اپنے ہونے کا مان بخش گیا تھا۔۔۔۔۔

تو اس کی نفرت وہ کدھر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا اللہ نے اس کی دعائیں سن لی تھیں۔۔۔۔۔

تو کیا سالار مصطفیٰ کے دل میں ماہین سالار کی محبت نے جگہ بنانی شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔

"بھابھی بھابھی!! ماریہ آپی۔۔۔۔۔ موٹے۔۔۔۔۔ سب جلدی آئیں۔۔۔۔۔"

وجیہہ کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔۔۔۔۔

آنسو پونچھتی۔۔۔۔۔۔۔

چادر سہی کرتی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔۔۔

وہ نیچے پہنچی تو سب شاپنگ پر جانے کے لیے تیار تھے۔۔۔۔۔

سالار گھر سے جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ بھی نکل گئے۔۔۔۔

مال پہنچ کر سب اپنی اپنی شاپنگ میں بڑی ہوگئے۔۔۔۔۔

"ماریہ تم نے ویڈنگ ڈریس چوس کر لیا اپنا؟"

سب کے ساتھ ہی چلتے ہوئے ماہین کو خیال آیا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔ وہ میں اکیلے کیسے چوس کروں؟ آپ ہیلپ کریں گی تو ہی پھر کچھ سمجھ آئے گا"

ماریہ بولی۔۔

اچھا چلو پھر پہلے ویڈنگ ڈریس اور اس سے میچنگ سامان ہی خرید لیتے ہیں۔۔۔۔ باقی سب اتنا بڑا مسئلہ "

"مہیں۔۔۔۔۔ وجیہہ آجاؤ۔۔۔۔۔

اس نے وجیہہ کو ساتھ چلنے کے لیے پکاڑا۔۔۔۔

"نہیں بھئی۔۔۔۔ میں ویس نہیں جا رہی.... میں نے تو ابھی اپنا ڈریس بھی سلیکٹ نہیں کیا۔۔۔۔۔"

"تو تمہاری شادی ہو رہی ہے کیا؟ جو۔۔۔۔۔ میں نے اب تک اپنا ڈریس بھی سلیکٹ نہیں کیا۔۔۔۔۔

آخری جملہ معاذ نے خاص اسی کے انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

موٹھٹے۔۔۔۔۔ تم چپ کرو۔۔۔۔ اور بھا بھی آپ چلی جائیں۔۔۔۔۔ ماریہ آپ کے "

"ساتھ۔۔۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں آپ لوگوں کو جوائن کرتی ہوں۔۔۔۔۔

وہ پہلے معاذ اور پھر ماہین سے بولی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ ڈونٹ وری بھا بھی۔۔۔۔ آپ دونوں جائیں۔۔۔ میں اس بلی کا دھیان رکھونگا کہ " کہیں بھاگ ناپائی۔۔۔

معاذ نے آخری جملہ کہتے ہوئے ماہین کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔۔۔۔۔
ماہین اور ماریہ ہنستے ہوئے مال کے اوپر کے فلور کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔۔۔
اور وجیہہ معاذ کو گھوری سے نواز کر اپنے سلیکشن میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔۔

مال میں موجود تمام لوگوں سے گزارش ہے کہ مال کو جلد سے جلد خالی "HIGH ALERT.... کریں۔۔۔۔ مال کے اوپری حصے میں آگ لگ گئی ہے۔۔۔۔۔ آگ تیزی سے پھیلنا جا رہی ہے۔۔۔۔۔ قابو پانا مشکل ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ آپ تمام لوگوں سے گزارش کے جا رہے ہیں کہ مال کو جلد سے جلد خالی کریں

سالار مسلسل معاذ اور ماریہ کہ سیل فون پر ٹرائی کر رہا تھا پر دونوں میں سے کوئی فون پک نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔ ٹی وی پر مال میں آگ لگنے کی خبر سن کر وہ فوراً چابی لے کر مال کی طرف نکلا تھا اور ساتھ ساتھ فون بھی ٹرائی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

معاذ! "معاذ نے فون پک کر لیا تھا۔۔۔۔۔"

"معاذ۔۔۔۔۔ تم لوگ ٹھیک ہو؟۔"

ببھائی۔۔۔۔۔ وہ بھا بھی۔۔۔۔۔"

کیا بھا بھی۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے ماہین کو۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ؟ "وہ ایک دم جنونی ہوا"

۔۔۔۔۔

بھائی! وہ ماریہ آپنی اور بھا بھی ساتھ اوپر فلور پر گئیں تھیں اور ڈریس لے کر آئیں تھیں۔۔۔۔۔ پر بھا بھی "

"اوپر پرس بھول آئیں تھیں۔۔۔۔۔ تو وہ۔۔۔۔۔ وہ دوبارہ لینے گئیں تھیں۔۔۔۔۔"

ماریہ ان لوگوں کو مل گئی تھی۔۔۔۔۔ اور اسی نے ساری بات انہیں بتائی تھی۔۔۔۔۔

تو تم کہاں مرے ہوئے تھے؟ "وہ دھارا۔۔۔۔۔"

آج ہی تو سالار کے دل نے ماہین کو مانا تھا۔۔۔۔۔ دل کی دنیا بدلی تھی۔۔۔۔۔ اسے ماہین کی محبت کا احساس

ہوا تھا۔۔۔۔۔ اور آج۔۔۔۔۔

اللہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔ میری ماہین کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔۔۔۔۔ "وہ سسکا۔۔۔"

آج زندگی کی بے اعتباری اس نے دیکھی تھی۔۔۔

"کہاں کہاں۔۔۔۔۔ کہاں ہے ماہین۔۔۔"

سالار جب تک وہاں پہنچا تب تک مال کا اوپری حصہ جل کر تباہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

"بھائی کچھ پتا نہیں۔۔۔ یہاں پولیس بات ہی نہیں سن رہی۔۔۔۔۔"

معاذ بہت گھبراہوا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ ماریہ اور وجیہہ مسلسل کانپتی ہوئی رو رہی تھیں۔۔۔۔۔

سالار نے ایک نظر دونوں کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اور بولا

"عاشر کو کال کرو۔۔۔۔۔ اور تم ان دونوں کو لے کر فوراً گھر جاؤ"

رش اور افراتفری کی وجہ سے اپنی گاڑی نہیں ڈھونڈی جاسکتی تھی۔۔۔۔۔

یہ کہہ کر سالار پولیس آفیسر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

وہ بہت الجھا ہوا تھا اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ماہین کو کھو دیگا۔۔۔۔۔

وہ آفیر کو ماہین کا حلیہ بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

کہ اس کے پاس سے ایک اسٹریچر گزرا جیسے پر لیٹے وجود کو دیکھ کر ماریہ چلائی۔۔۔۔۔

"بھا بھھھی۔۔۔۔۔"

سالار نے اس کی چیخ پر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔۔۔

وہاں ایک بری طرح جلی ہوئی لڑکی تھی۔۔۔۔۔

جس کے چہرے سے بھی اس کی شناخت ناممکن تھی۔۔۔۔۔ وہ ماہین تھی اس کی ماہین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماریہ بھاگ کر اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

وہ ساکت کھڑا تھا بالکل ساکت۔۔۔۔۔

ماریہ باڈی کے ہاتھ پر موجود بریسلیٹ کو کھنگال رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ماہین ہی تھی۔۔۔۔۔

سالار لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ چھو ا جو مکمل جلا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ ساکت تھا۔۔۔۔۔ چہرے پر بہتے آنسوؤں کا تک کا احساس ناہور ہا تھا اسے۔۔۔۔۔

کس طرح عاشق نے اسے سہارا دیا۔۔۔۔۔

کس طرح سب ماہین کو لیے ہا سپٹل پہنچے۔۔۔۔۔

لیکن اب وہ ہا سپٹل میں بیچ پر بیٹھا سک رہا تھا۔۔۔۔۔

اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"ماہین I love u.....i really really love u.....plz come back...plzz forgive me....."

وہ سرہاتھوں میں گرائے آنسو بہا رہا تھا

کہ ڈاکٹر روم سے باہر آئیں۔۔۔

وہ اٹھاپل میں ان تک پہنچا۔۔۔۔۔

عاشر بھی ساتھ تھا۔۔۔۔

اطلاع پر گھر والے بھی جمع ہو گئے تھے۔۔۔

"مم۔۔۔ماہین۔۔۔ماہین کیسی ہے"

سالار نے پوچھا تو ڈاکٹر نے ایک نظر سالار کی طرف دیکھا۔۔۔اور بولی۔۔

"دیکھیں صبر کریں...اللہ کے ہر کام میں بہتری۔۔۔۔۔"

"میں نے آپ سے پوچھا ہے ماہین کیسی ہے۔۔۔۔۔آنسرمی۔۔"

وہ ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی دھاڑا۔۔۔

عاشر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

شی از نو مور۔۔۔ ہم انہیں نہیں بچا سکے۔۔۔۔۔ وہ بری طرح جلی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔ باڈی کا ہر پارٹ "متاثر تھا۔۔۔ اور فیس تو اتنی بری طرح ڈیمج تھا کہ مجھے حیرت ہے کہ آپ نے انہیں کیسے پہچان لیا۔۔۔"

سب سکتے میں تھے۔۔۔

سالار لڑکھڑاتا ہوا بیچ پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

اس کی نظروں میں پچھلے گزرے سارے سین چل رہے تھے۔۔۔

اس کا اور ماہین کا ملنا۔۔۔۔۔

ان کی نفرت۔۔۔۔۔

اور محبت۔۔۔۔۔

وہ تواب ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔

یہ کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ سر جھکائے ماتم کر رہا تھا۔۔۔

کہ اس کا فون بجا۔۔۔

فون کی بیل پر اس نے پاکٹ سے فون نکالا۔۔۔۔

خالی خالی نظروں سے سکریں کو دیکھا۔۔۔۔ اور پک کر لیا۔۔۔۔

سر آرزو وانڈسٹریز سے جو ہم نے کانٹریکٹ سائینگ کیا تھا۔۔۔۔

وہ لوگ اب مسئلہ کر رہے ہیں

"۔۔۔۔ کانٹریکٹ میں چینجنگز کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔۔ اور۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ اور کچھ کاٹ چکا تھا۔۔۔۔

..... آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

کالز دوبارہ آنے لگیں۔۔۔۔

سالار کی آنکھیں پل بھر میں لال ہوئیں۔۔۔۔

وہ کھڑا ہوا۔۔۔۔ فون اٹھایا۔۔۔۔

تمہیں سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔۔ میں بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ میری بیوی مر گئی ہے۔۔۔۔۔ میری

"ماہین۔۔۔۔

وہ چلایا۔۔۔۔

پر آواز میں وہ مضبوی نہیں تھی۔۔ جو اس کی شخصیت کا خاصا تھی۔۔۔۔

آج اس کی آواز میں اس کا ٹوٹا پن بول رہا تھا۔۔۔۔۔

"سالار"

وہ تھما تھا اس آواز پر۔۔۔۔۔

یہ آواز۔۔۔۔۔

یہ آواز تو ماہین کی تھی۔۔۔۔۔

ماہین۔۔۔۔۔

سالار مصطفیٰ کی ماہین۔۔۔۔۔۔۔

دوسری طرف سے ایک ہاتھ سے فون کان پر لگائے۔

۔ دوسرا ہاتھ منہ پر رکھے۔۔۔۔۔

وہ اپنی سسکیوں کو دبا رہی تھی۔۔۔۔۔

"ماہین۔۔۔۔۔ ماہین۔۔۔۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔۔۔؟"

"سالار۔۔۔۔۔ میں جمی کے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔ وہ"

"میں نے پوچھا ہے کدھر ہو تم۔۔۔۔۔ ایڈریس بتاؤ"

جمی کا نام اسے آگ لگا گیا۔۔۔۔۔

ماہین سے ایڈریس پتا کرنے کے بعد وہ وہاں سے نکلا۔۔۔
 نکلنے وقت اس نے سب کو بتا دیا تھا کہ وہ ماہین کو لینے جا رہا ہے۔۔۔۔۔ سب خوش کے ساتھ حیران بھی
 ہوئے۔۔۔ مگر کسی نے اس وقت کچھ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔۔۔

"!ماہین"

سالار اس کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچا۔۔۔۔۔

وہ فلیٹ تھا۔۔۔۔۔

دروازہ ماہین نے ہی کھولا تھا۔۔۔

سالار فوراً آگے بڑھا اور اسے گلے لگا گیا۔۔۔۔۔

چند پل وہ اسے ایسے ہی اپنے سے لگائے کھڑا رہا۔۔۔۔۔

۔۔۔ جیسے اس کے ہونے کا یقین کر رہا ہو۔۔۔۔۔

پھر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ماہین شرم اور گبراہٹ سے لال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

سالار نے اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر اسے خود سے الگ کیا۔۔۔۔۔

"تم یہاں۔۔۔۔۔۔۔"

سالار نے ماہین سے کچھ کہنا چاہا مگر پیچھے جمی کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔
 ماہی مال میں میں آگ لگنے کے ڈر کر بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔ اور اتفاقاً اس وقت میں بھی وہیں "
 "تھا۔۔۔۔۔۔۔ تو ماہی کو ساتھ لیے سیفلی باہر نکل آیا۔۔۔۔۔۔۔
 جمی بولا۔۔۔۔۔

اس کا لفظ لفظ سالار کے آگ لگا رہا تھا۔۔۔۔۔
 "ماہین چلو۔۔۔۔۔ سب انتظار کر رہے ہونگے گھر میں۔۔۔۔۔"
 جمی کو انگور کرتے سالار نے کہا۔۔۔ اور کہتے ساتھ ہی ماہین کا پکڑے گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

”بھابھی اللہ کا شکر ہے کہ آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ ورنہ ہماری تو جان ہی نکل گئی تھی۔۔۔ اور سالار "
 "بھائی۔۔۔۔۔ وہ تو۔۔۔۔۔۔۔

پٹر پٹر بوتی وجیہہ کو سالار کی گھوری نے چپ کرایا۔۔۔۔۔
 بیٹا۔۔۔ کبھی دوسروں کو بھی موقع دے دیا کرو۔ شاباش اٹھو جاؤ۔۔۔ شکور اکو کہو کہ لال مرچے "
 "لے کر آئے۔۔ میں اپنی بچوں کی نظر اتاروں۔۔۔۔۔

سالار کی مام (فصیحہ بیگم) نے کہا۔۔۔

نظر اتارنے کے بعد فصیحہ بیگم بولیں۔۔۔

”ماہین جاؤ۔۔۔۔۔ شاباش بیٹا۔۔۔۔۔ اب تم آرام کرو۔۔۔۔۔ پھر آگے ویسے بھی بہت تھکن کے دن“

”آنے والے ہیں۔۔۔۔۔ جاؤ شاباش۔۔۔۔۔

ماہین کے جاتے ہی وہ وجہہ اپنی دیورانی کی طرف مڑیں۔۔۔۔۔

”صباحت مہوش کہاں ہے؟۔۔۔۔۔“

”بھابھی۔۔۔ وہ صبح گئی تھی ناپنی فرینڈز کے ساتھ تو اب رات تک ہی آئیگی۔۔۔۔۔“

صباحت دیکھو برا مت ماننا۔۔۔۔۔“

میں جانتی ہوں کہ وہ اب شام تک نہیں۔۔۔۔۔ رات تک آئے گی۔۔۔۔۔ برا ماننا صباحت۔۔۔۔۔ پر اتنی

ڈھیل اچھی نہیں ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اور مہوش فطرتاً بھی ضدی طبیعت کی ہے۔۔۔۔۔ کل کو پرانے گھر جا کر

”گھر بسانا ہے اس نے۔۔۔۔۔

فصیحہ بیگم انہیں سمجھاتے ہوئے بولیں۔۔۔۔۔

لڑکیاں ان لوگوں کو آپس میں بات کرتا دیکھ کر کھسک گئیں تھیں۔۔۔۔۔

جی بھابھی۔۔۔۔ میں سمجھ رہی ہوں۔۔۔۔ پر آپ نے اور بھائی صاحب نے بھی کچھ اچھا نہیں کیا میری بٹی کے ساتھ۔۔۔۔ آپ لوگوں نے کتنی جلدی اور کتنی آسانی سے ماہین کو مہوش کی جگہ قبول کر لیا۔۔۔۔ میری بٹی کا بہت دل ٹوٹا ہے۔۔۔۔ ”صباحت بیگم نے شکوہ کیا۔۔۔۔

صباحت میرے لیے سب بچے برابر ہیں۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہوا تھا مہوش کے لیے۔۔۔۔ جب ” مجھے ماہین کے بارے میں پتا چلا تھا۔۔۔۔ پر یہ تو نصیب کی بات ہے نا۔۔۔۔ کیا پتا اللہ نے ماہین کے ساتھ سالار سے بہتر کوئی جوڑ رکھا ہوا ”

فصیحہ بیگم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

بلکل۔۔ ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔۔ اور مجھے اس بات کا بلکل غم نہیں۔۔۔۔۔ بھئی۔۔۔۔ میرے لیے ” بھی ہو گا کئے مسٹر پرفیکٹ۔۔۔۔ مل جائے گا جب ملنا ہو گا۔۔۔۔۔ سومام ڈونٹ وری۔۔۔۔۔ اور ہاں میری تائی امی کو کچھ نہیں کہا کریں۔۔۔۔۔ تائی امی مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔۔۔۔۔ ہیں نانا تائی امی؟ “

مہوش نے پہلے صباحت بیگم کے گلے میں باہیں ڈال کر کر کہا۔۔۔۔۔

اور پھر فصیحہ بیگم کے پاس بیٹھ کر ان سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

” بلکل۔۔۔۔۔ میری جان ہو تم تو۔۔۔۔۔ “

ان کی بات پر مہوش مسکرائی۔۔۔
 مگر دل نے قہقہہ لگایا۔۔۔
 تائی امی میرا نصیب تو آپ کا بیٹا ہی بنے گا۔۔۔

ماہین لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔
 برابر سالار لیٹ سو رہا تھا۔۔۔
 بھابھی اللہ کا شکر ہے آپ ٹھیک ہیں... ورنہ ہماری تو جان ہی نکل گئی تھی۔۔۔۔ اور سالار بھائی۔۔۔ وہ
 (تو)

وجیہہ کا کہنا ماہین کو یاد آیا۔۔۔
 وہ ایک دم اٹھ بیٹھی۔۔۔
 آنکھوں سے آنسو ایک دم بہنا شروع ہو گئے۔۔۔
 اسے وہ لمحہ یاد آیا۔۔۔
 جب وہ اور سالار پہلی دفعہ ملے تھے۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔۔

تو بیٹا یہ جو نکاح ہوتا ہے نا وہ صرف کاغذات پر دستخط کر دینے یا پھر تین مرتبہ قبول ہے قبول ہے بول) دینے تک ہ محدود نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ اس رشتے میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ اللہ کے

نزدیک بہت ہی قابلِ احترام اور قابلِ محبت رشتہ ہوتا ہے۔۔۔ اللہ اس رشتے میں محبت و احترام خود ہی (ڈال دیتا ہے)..... تم بھی صبر کرو اللہ تمہارے دل میں بھی اس کی محبت ڈال دے گا۔۔۔

جب وہ اس کے فلیٹ پر تھی۔۔۔۔۔

(ماہی۔۔۔ کیا سالار مصطفیٰ تم سے محبت کرتا ہے۔۔۔)

...اللہ نے اس کے دل میں تو محبت تو اسی وقت ڈال دی تھی

اور سالار۔۔۔۔۔؟

ہچکیوں کی آواز پر سالار کی آنکھ کھلی تو اس نے ساتھ بیٹھی ماہین کو روتے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ فوراً سے اٹھ بیٹھا۔۔۔

ماہین! سالار کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔۔۔

پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔۔

”ماہین کیا ہوا“

سالار نے ذرا قریب ہو کر فکر مندی سے پوچھا۔۔۔۔

”تم۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔ مم مجھے چھوڑ دو گے نا۔۔۔۔“

وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

سالار نے کچھ نہیں کہا۔۔۔

بس چپ چاپ کچھ پل اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

پھر آگے بڑھ کر اس گلے لگا لیا۔۔۔۔

... وہ اور بلک بلک کر رونے لگی۔

”کیا آپ۔۔۔۔ ڈیو لومی؟“

روتے روتے ہچکیوں کے درمیان بڑی مشکلوں سے اس نے پوچھا۔۔۔۔

اس کے سوال پر سالار نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔۔۔ اور اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

اگر یہ سوال تم مجھ سے ایک ہفتے پہلے تک پوچھتی۔۔۔ تو میں کہتا کہ۔۔۔ آئی ہیٹ یو۔۔۔ مس
 ماہین ذوالفقار۔۔۔ پر اب۔۔۔ سالار مصطفیٰ۔۔۔ ماہین سالار کے عشق میں گرفتار ہو چکا
 ہے۔۔۔۔۔ پتا نہیں کب۔۔۔ کیسے۔۔۔ مجھے یہ لگنے لگا ہے۔۔۔ کہ ماہین سالار آئی کانٹ لووڈ آؤٹ
 “ یو۔۔۔ آئی ایم ان لووڈ یو

دھیمے دھیمے۔۔۔ رک رک کر کہتے وہ ماہین کو گلے لگا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔
 مجھے سمجھ نہیں آتا۔۔۔۔۔)

کہ یہ محبت کیسا جذبہ ہے۔۔۔

جو یک دم سے پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔

دل ایک دوسرے کے لیے دھڑکنے لگ جاتے ہیں۔۔۔

انا ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

”

دل کا حال بتانا تھا ان کو۔۔۔۔۔

اور یہ بتانے بتانے میں ہی زمانے بیت گئے۔۔۔۔۔

از زون شاہ

ماہین۔۔۔۔۔ بیٹا۔۔۔ جاؤ جا کر دیکھو ماریہ ریڈی ہے؟۔۔۔ اور وجیہہ کو دیکھو وہ کہاں ہے۔۔۔؟

آج عاشق اور ماریہ کا نکاح تھا۔۔۔

سب تیاریوں میں بڑی تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماہین ماریہ کے کمرے میں پہنچی تو ماریہ بیڈ پر تیار بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔۔۔

”ماہ!۔۔۔ کیا سوچ رہی ہو۔۔۔؟“

ماہین نے پیار سے ماریہ کے پاس بیٹھ کر پوچھا۔۔۔

”بھابھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ بہت زیادہ“

وہ ڈرے ڈرے لہجے میں بولی۔۔۔

ماہین سمجھ رہی تھی اس کی کیفیت۔۔۔

”بھابھی ک جان۔۔۔ ڈرنے کی بات ہے۔۔۔ پھپھو۔۔۔ پھپھا بھی آگئے ہیں۔۔۔ ابھی“

تھوڑی دیر میں۔۔۔ مولوی صاحب بھی آتے ہونگے۔۔۔ پھر نکاح ہو جائے گا۔۔۔ اور عاشق کی فکر

”کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ نارمل ہو جائے گا۔۔۔

وہ بہت پیار سے ماریہ کو سمجھا رہی تھی۔۔۔۔۔

”اچھا بھابھی۔۔۔۔۔ اچھا بھابھی۔۔۔۔۔ مام ڈیڈ گئے ہیں تو مجھے ملنے کیوں نہیں آئے؟“
 ماریہ بولی۔۔۔

”.... وہ ابھی ابھی آئے ہیں۔۔۔۔۔ نیچے مام سے مل رہے ہیں“

”بھابھی آپ کو پتا ہے۔۔۔۔۔ ہم ناشروع سے ایسے ہے ہیں۔۔۔۔۔ ماموں ممانی کے ہاں ہی رہتے ہیں۔۔۔۔۔ برابر میں ہی گھر ہے لیکن ماموں۔۔۔۔۔ ممانی کے ہاں رہتے ہیں۔۔۔۔۔ صرف کسی کام سے ہی اپنے گھر جاتے ہیں۔۔۔۔۔“

آخری جھملہ اس نے ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔

”ارے۔۔۔۔۔ ارے آپی آپ تیار ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ تو ساتھ ایک سیلفی لے لیتے ہیں۔۔۔۔۔ آجائیں“
 ”بھابھی۔۔۔۔۔“

وجیہ کمرے میں آتے شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اچھی سی سیلفی لے کر وہ ذرا پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔

”آپی ذرا مسکرائیں۔۔۔۔۔ آپ کی ایک سیپریٹ پکچر بھی لے لوں۔۔۔۔۔“

”اب یہ پکچر میں عاشر بھیا کو بھیجوں گی۔۔۔۔۔“

* * *

اور سر ہاتھوں میں دیے بیٹھ گیا۔۔۔

عاشق تم اب وہی کرو گے جو میں کہوں گی۔ میری تین سالوں کی محنت ہے۔۔۔۔ اتنے سال تم پر ”
محنت کی۔۔۔ اور اب جب پھل ملنے کا وقت آیا ہے۔۔۔ تو تمہیں اتنی آسانی آسانی سے کسی اور کی جھولی
”میں جا کر گرنے دوں۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔
عائشہ پیر جلی بلی کی طرح۔۔۔
کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔۔۔
عائشہ کی نظر صرف اور صرف عاشق کی دولت پر تھی۔۔۔۔۔
عائشہ نے موبائل اٹھایا۔۔۔
میسج سینڈ کیا عاشق کو۔۔۔
اور موبائل سائیڈ پر پھینکتی مسکراتی ہوئی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔

اس نے جھٹکے سے سراٹھایا۔۔۔

وہ سالار تھا۔۔۔

تھری پیس سوٹ میں وہ کوئی شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

اٹھی ہوئی ناک اسے مغرور بنا رہی تھی۔۔۔۔

سالار نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

اس کے ہاتھ اس کے پاؤں سے ہٹائے۔۔۔۔۔

اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب سے سرخ مخملی لمبی ڈبیانکالی۔۔۔۔

کھولی اور اس می سے گولڈن چمکتی ہوئی پائل نکالی۔۔۔

ڈباماہین کی گود میں رکھا۔۔۔

اور اس کا پیر اپنی گود میں رکھا۔۔۔

اس میں پائل پہنائی۔۔۔

اور جھک کر اس کے پاؤں پر موجود پائل پر اپنے لب رکھ دیے۔۔۔۔۔

ماہین کے آنکھ سے آنسو کا قطرہ ٹپکا تھا۔۔۔

جس کو اس نے اگلے ہی پل اپنے ہاتھ سے پونچھ ڈالا تھا۔۔۔

دوسرے پاؤں پر بھی پاگل پہنائی۔۔۔۔۔ اور اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔۔۔۔

”میں اپنی محبت کی زنجیریں تمہارے قدموں میں ڈال چکا ہوں۔۔۔۔۔ ان کو جب بھی توڑنے کی کوشش کرو گی۔۔۔۔۔ اپنے ہی ہاتھوں اور پیروں کو زخمی کرو گی۔۔۔۔۔ میری محبت کی قید میں جب تک ”رہو گی۔۔۔۔۔ خوش و مطمئن رہو گی۔۔۔۔۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے

وہ دھیمے دھیمے۔۔۔۔۔ نرم لہجے میں کہتا اسے اپنی محبت کا احساس دلارہا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ اس مغرور شہزادے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ جو اس کا تھا اب۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ آکر بیٹھنے پر وہ مطمئن سی اس کے کندھوں پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

مولوی صاحب اور سب مہمان آچکے تھے۔۔۔۔۔

ماہین ماریہ کو لیے سیٹج پر پہنچی۔۔۔۔۔

نکاح کا انتظام ان کے لان میں ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس کو وہاں بٹھایا گیا تو ایک پل کو اسکی نظریں ساتھ بیٹھے عاشر سے ٹکرائیں۔۔۔۔۔

..... کچھ تو تھا اس کی نظروں میں جو اسے پل بھر کو ساکت کر دیا تھا۔

وہ اب بھی ساکت تھی کہ مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کر دیا۔۔۔۔۔

پر وہ جواب دیے بغیر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی لگوں نے چہ مگوئیاں شروع کر دیں۔۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔!“اپنی ماں کو دل تھام کر گرتا دیکھ کر ماریہ اور وجیہہ ان کی طرف لپکیں۔۔۔۔۔”

انکو ہاسپٹل لے جایا گیا۔۔۔۔۔

وہ آئی سی یو کے باہر لٹی پٹی حالت میں بیٹھی وہ اپنی ماں کے لیے دیائیں کر رہی تھی۔۔۔

کہہ سامنے سے آتے عاشر کو دیکھ کر وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔۔

پھپھی کی طبیعت کا سن کر وہ فوری ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔۔۔۔

کہ سامنے سے آتی ماریہ نی جھٹکے سے اسکا گریبان پکڑا۔۔۔۔۔

“اگر میٹری مام کو کچھ ہو انا۔۔۔ تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔۔۔”

دھاڑتی ہوئے وہ اس کی باہوں میں گری تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں ہاتھوں میں سر دیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ماریہ کا غرانا۔۔۔

اور پھر اس کے باہوں میں بے ہوش ہو جانا بار بار اس کے ذہن کے پردے پر کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔۔۔

"جو کچھ میں نے عائشہ کے کہنے پر کیا۔۔۔ کیا مجھے وہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔۔"

وہ خود سے بولا تھا۔۔۔

"اللہ میں کیا کروں۔۔۔"

وہ بے بسی سے چیخا تھا۔۔۔۔۔

وہ پچیس سالہ مضبوط مرد آج بے بس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

کہ جب وہ عائشہ سے محبت کرتا ہے تو بار بار وہ ماریہ کے خیال آنے پر تڑپ کیوں رہا ہی۔۔۔۔۔

"عاشر بھائی۔۔۔۔۔ عاشر بھائی۔۔۔"

وجیہہ چیختے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔

اسے بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر وہ فوراً اس کے قریب پہنچی۔۔۔۔۔

آپ۔۔۔ آپ یہاں بیٹھے ہیں۔۔۔۔ اور آپ کی وجہ سے میری آپنی نم۔۔۔۔ موت کے دورا ہے پر " کھڑیں ہیں۔۔۔۔ نا اوہ جی رہی ہیں۔۔۔۔ نامر رہی ہیں۔۔۔۔ بس تکلیف میں ہیں۔۔۔۔ آپ ذمہ دار۔۔۔۔ "ہیں اس سب کے۔۔۔۔ میں آپ کو معاف۔۔۔۔ نہیں کرونگی۔۔۔۔ کبھی بھی نہیں عاشر بھائی وہ روتے روتے بول رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آوازیں سن کر معاذ بھی کمرے میں آگیا تھا۔۔۔۔ اور زمین پر بیٹھتی وجیہہ کو تھامتا تھا۔۔۔۔

"معاذ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ وجیہہ کیا کہہ رہی ہے۔۔۔۔ کیا ہوا ہے ماریہ کو؟" عاشر نے معاذ سے پوچھا۔۔۔۔

معاذ نے اس کے سوال پر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔ "عاشر۔۔۔۔ یار یہ تو نے کیا کر دیا؟"

"ہوا کیا ہے ماریہ کو بتاؤ تو سہی۔۔۔۔"

نرویس بریک ڈاؤن۔۔۔۔۔ اور شدید ذہنی دباؤ کی وجہ سے وہ کومے میں چلی گئی۔۔۔۔ "وہ دھیمے سے" بولا۔۔۔۔

اس کی بات پر عاشر لڑکھرایا۔۔۔۔۔

اس پر ایک نظر ڈال کر معاذ وجیہہ کو لیے اس کے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ماریہ کی مام کی طبیعت بہتر ہو گئی تھی۔۔۔۔

..... لیکن ماریہ کی طبیعت کا سن کر وہ بہت پریشان تھیں

وجیہہ اپنی جگہ ماریہ کے لیے دعاؤں میں مصروف تھی۔۔۔۔

سالار اور ماہین ماریہ کے ساتھ ہسپتال میں ہی تھے۔۔۔۔۔

مہوش عاشر کے پاس آئی۔۔۔

عاشر کمرے میں لائٹس آف کیے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

بھائی! "وہ ہلکے سے بولی۔۔"

لائٹس آن کرتے وہ اندر آئی۔۔

عاشر کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

بھائی۔۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟۔۔۔۔۔ ماریہ بہت اچھی ہے بھائی۔۔۔۔۔ میری اس سے کبھی

"اس سے خاص دوستی نہیں رہی لیکن بھائی۔۔۔۔۔ لیکن وہ بہت اچھی ہے۔۔۔۔

مہوش وے عاشر پر نظر ڈالی جو نظر جھکائے اسے سن رہا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔ آپ کو پتا ہے۔۔۔۔۔ بچپن سے میری اور سالار کی بات طے تھی۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں اس " سے محبت۔۔ کرتی تھی۔۔۔۔۔ (یہ کہتے ہی اس نے گال پر ٹپکتے ایک آنسو کو پونچھا تھا)۔۔۔۔۔ لیکن پھر ماہین آگئی۔۔۔۔۔ مجھے اس سے نفرت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ کہو نکہ اس ننن۔۔۔۔۔ نے میری محبت کو مجھ سے دور " کر دیا تھا۔۔۔۔۔ سالار کو مجھ سے چھین لیا تھا

عاشر نے ایک نظر اپنے سے ایک سال چھوٹی بہن کو دیکھا۔۔۔۔۔
جوشاید زندگی میں پہلی دفعہ اس سے کچھ شنیر کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اتنی فحہ دل چاہا کہ ماہین کی جان لے لوں۔۔۔۔۔ یا ان دونوں کے بیچ نفرت پیدا کر دوں۔۔۔۔۔ پر میں " کبھی کچھ کر ہی نہیں پائی۔۔۔۔۔ پتا ہے کیوں؟ کہو نکہ میری مام نے میری تربیت ایسی نہیں کی۔۔۔۔۔ کہہ کر اس نے گہری سانس بھری۔۔۔۔۔
عاشر نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔
جیسے اسے ہمت دی ہو۔۔۔۔۔

لیکن اب میں قبول کر چکی ہوں حقیقت کو۔۔۔۔۔ وہ میری قسمت میں نہیں تھا۔۔۔۔۔ یا تو وہ میرے " لیے اچھا نہیں تھا۔۔۔۔۔ یا میں اس کے لیے اچھی نہیں تھی۔۔۔۔۔ یا تو وہ میرے قابل نہیں تھا۔۔۔۔۔ یا میں اس " کے قابل نہیں تھی۔۔۔۔۔

آنسوؤں کو روکتی وہ اٹھی اور کمرے سے چلی گئی۔۔۔۔۔
 اور وہ پیچھے بند ہوتے دروازے کو دیکھتا رہ گیا

وجیہ معاذ کے ساتھ ہسپتال آئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔
 ماریہ سے بات کرنے۔۔۔۔۔
 اس سے التجا کرنے۔۔۔۔۔
 اسے یہ بتانے کے اس کا یوں روٹھنا۔۔۔۔۔
 ... سب کو کتنا تکلیف دے رہا ہے۔۔۔۔۔
 مگر سب بے سود تھا۔۔۔۔۔
 وہ جس سے روٹھی تھی۔۔۔۔۔
 وہ بے خبر۔۔۔۔۔ باخبر ہو کر بھی منانے نا آیا تھا۔۔۔۔۔
 وہ اس کا انتظار طویل کر رہا تھا۔۔۔۔۔

شکر۔۔۔۔۔ عاشر نے انکار کر دیا۔۔۔۔۔ عین نکاح کے وقت۔۔۔۔۔ ورنہ میری سالوں کی محنت پر پانی "پھر جاتا

عاشر اپنی پریشانی والجھن شئی کرنے عائشہ کے گھر آیا تھا۔۔۔

دروازہ کھلا دیکھ کر وہ اندر داخل ہوتا چلا گیا۔۔۔۔۔

لیکن پھر ڈرامینگ روم سے آتی آوازیں سن کر اسے رک جانا پڑا۔۔۔۔۔

اندر کمرے سے آتی عائشہ کی آواز اس پر اس کی اوقات واضح کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"وہی یہ عاشر فیضان سے بھی بڑی پارٹی ہے"

کسی دوسری لڑکی کی آواز آئی۔۔۔۔۔

وہی تو۔۔۔۔۔ جبھی تو اتنے سالوں سے اس پیچھے پری ہوں۔۔۔۔۔ ورنہ تم تو جانتی ہو کہ عائشہ کسی پر

"اتنے سال ضائع نہیں کرتی۔۔۔۔۔

وہ اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر جو وہ سن چکا تھا وہ اس کے لیے کافی تھا۔۔۔۔۔

اس کا بس نہیں لچل رہا تھا کہ سب کچھ فنا کر دے۔۔۔۔۔

اتنے سال سے وہ صرف اور صرف ایک لڑکی کے ہاتھوں کا کھلونا بنا رہا۔۔۔۔۔

وہ گاڑی ڈرائیو کرتا ہسپتال جا رہا تھا۔۔۔۔۔
 بس اسے اب اور دیر نہیں کرنی تھی۔۔۔۔۔
 کہ ماریہ امید چھوڑ بیٹھے اس کے آنے کی۔۔۔
 لیکن آج ایک بار پھر وہ ایک اور غلطی کرنے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
 ایسی غلطی جس کا خمیازہ اسے ساری زندگی بھگتنا تھا۔۔۔۔۔

ماہین بیبی۔۔۔ آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔۔۔۔ ”ملازمہ نے اس کے کمرے میں آکر اطلاع دی“
 تھی۔۔۔۔۔

”کون؟.. کون آیا ہے؟“

ماہین بال برش کرتی مصروف سے بولی۔۔۔۔۔

بی بی جی۔۔۔۔۔ کوئی جی صاحب ہیں۔۔۔۔۔ ”1“

”جی؟۔۔۔۔۔ اچھا اس کو بٹھاؤ تم میں آتی ہوں۔۔۔۔۔“

ماہین اس کو بول کر الماری سے کپڑے نکال کر چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔

چینج کر کے وہ نیچے آئی تو جی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اسکے آتے ہی وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

”اسلام و علیکم“

جی نے حیرت سے ماہین کی طرف دیکھا۔۔۔۔

سر پر لپٹا سکارف کندھی پر پھیلا ڈوپٹہ۔۔۔۔۔

اور پھر اسکا سلام کرنا۔۔۔

”ہئے!۔۔۔۔۔ کیس ہو ماہی؟ اتنی بدل گئی ہو۔۔۔۔۔“

کہتے ہوئے وہ اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔۔

گلے ملنے کے لیئے۔۔۔۔۔۔۔

لیکن ماہین نے ہاتھ کے فاصلے سے دور ہی روک دیا۔۔۔۔۔

وہ جھینپ کر پیچھے ہو گیا۔۔۔۔۔

”بیٹھو“

ماہین کے کہنے پر وہ بیٹھا۔۔۔۔

اس کے ساتھ ہی سامنے صوفے پر ماہین بیٹھی۔۔۔۔۔

”ماہی۔۔۔ میں جانتا ہوں تم خوش نہیں ہو۔۔۔۔۔ اور میں تمہیں ناخوش دیکھ نہیں سکتا۔۔۔۔۔ محبت کا
 ”میں دعوا نہیں کرونگا۔۔۔۔۔ ورنہ تم مجھے گزرے دنوں کا طعنہ مارو گی۔۔۔۔۔۔۔
 کہہ کر اس نے گہری سانس بھری۔۔۔۔۔
 اور ماہین کے تاثرات جانچنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔
 جو کہ بالکل سپاٹ تھے۔۔۔۔۔

”ماہی لیکن میں اب تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔۔۔۔۔ سالار جیسے شخص کے ساتھ رہ کر تمہیں اب
 اپنی زندگی برباد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ تم اپنا اسامان پیک کر لو۔۔۔۔۔ اور چلو میرے
 ”ساتھ۔۔۔۔۔ یہاں سے سیدھا ہم کورٹ جائیں گے۔۔۔۔۔ ہم خلع کا کیس دائر کروائینگے۔۔۔۔۔
 ... کہتے ہوئے

جی کی نظر اٹھی۔۔۔۔۔

اور سامنے دروازے پر کھڑے سالار پڑی جس کے تاثرات بخوبی اس بات کا پتا دے رہے تھے کہ وہ اسکی
 ساری باتیں سن چکا تھا۔۔۔۔۔
 اور غلط فہمی کا شکار ہو چکا ہے۔۔۔۔۔
 اور ماہین اس بات سے بے خبر تھی۔۔۔۔۔

سالار میر اشوہر ہے۔۔۔۔۔ اور میں اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔ تمہاری کی ہوئی ”
 بکو اس آج تو میں نے سن لی مگر آئینہ اس طرح کی کوئی بھی بکو اس ہماری دوستی پر بہت گہرا اور برا اثر
 چھوڑ سکتی ہے۔۔۔۔۔ اور ہاں۔۔۔۔۔ ایک بات ہادر کھنا جی۔۔۔۔۔ اگر کبھی مجھے لگا کہ ہماری
 دوستی۔۔۔ سالار اور میرے رشتے کے بیچ آرہی ہے۔۔۔۔۔ تو میں اپنے اور سالار کے رشتے کے لیے اس
 دوستی کی قربانی دینے میں لمحہ نہیں لگاؤنگی۔۔۔۔۔ بی کا ز۔۔۔۔۔
 آئی لو ہم ویری مچ۔۔۔۔۔ اور اس کے لیے کی محبت میرے اللہ نے میرے دل میں ڈالی
 ہے۔۔۔۔۔ میرے محرم کی محبت۔۔۔۔۔

وہ متانت بھرے انداز میں اپنے جذبوں کو زبان دی تھی۔۔۔۔۔

”او کے۔۔۔۔۔ ماہی۔۔۔۔۔ آئی وش کہ تم خوش رہو۔۔۔۔۔ اور چلو اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔“
 وہ شاید ہار گیا تھا۔۔۔۔۔ ماہین کے طاقت ور جذبوں نے اس کے کمزور اڑادوں شکست دے دی تھی۔

عاشر ہسپتال پہنچا۔۔۔۔۔ روم نمبر پتا کر کے وہ ماریہ تک پہنچا تھا۔۔۔۔۔ وجیہ اسے دیکھ کر چونکی
 تھی۔۔۔۔۔ پر کمرے سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔
 اب وہ اور ماریہ تھے اور گہرا سناٹا۔۔۔۔۔

جس کو اسکی آواز نے توڑا۔۔۔۔

”مار یہ“

وہ اتنا دھیمے بولا تھا کہ اس کے خود کے کانوں نے بھی مشکل سنا تھا۔۔۔۔۔

”مار یہ مجھے معاف کر دو“

اب کے وہ اس کے پاس بیٹھا۔۔۔۔

اور اسکا ہاتھ تھا۔۔۔

میں نے تمہیں بہت دھتکارا۔۔۔۔ کتنی دفعہ تمہاری محبت کی تذلیل کی۔۔۔۔۔ پر مار یہ تمہاری محبت ”

”بہت طاقتور تھی۔۔۔۔ جس نے مجھے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

اس کی ایک آنسو کا قطرہ بہہ کر اس کے اپنے ہاتھ میں موجود مار یہ کے ہاتھ پر پڑکا تھا۔۔۔۔۔

مار یہ مجھے معاف کر دو۔۔۔۔ اور مجھے یہ حق دے دو کہ میں تم کو اپنا دل چرانے کی سزا دے ”

”دو۔۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ چومتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

”میں نے آپ کو معاف کیا عاشر مرتضیٰ۔۔۔۔۔“

مار یہ کی آواز پر اس ن سے جھٹکے سے سر اٹھایا۔۔۔

دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔۔

ایک کی نظروں میں کچھ پالینے کی خوشی تھی۔۔۔

دوسرے کی نظروں میں کچھ جیت لینے کا اطمینان تھا۔۔۔۔

آپ کی اتنی بے رخی اور بے اعتنائی کے باوجود۔۔۔۔ میں آپ سے محبت کرنا ”

چھوڑ پائی۔۔۔۔۔ آپ کے لاکھ دھتکارنے کے باوجود تمہارے لیے میری محبت میں کمی

آئی۔۔۔۔۔ عاشق میں اپنے آپ کو ابھی بہت خوش نصیب محسوس کر رہی ہوں۔۔۔۔ آپ کے

اقرار نے میری روح کو مطمئن کر دیا ہے۔۔۔۔۔ بالآخر میری بد نصیب محبت جیت گئی۔۔۔۔۔ لیکن

عاشق۔۔۔۔۔ محبت نے میری جیتنے میں بہت دیر کر دی ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ میرا وقت آچکا

ہے۔۔۔۔۔ میرے رب کا میرے لیے بلاوا آچکا ہے۔۔۔۔۔ پر میں بہت خوش ہوں عاشق۔۔۔۔۔ کہ مہم
میں جج جاتے۔۔۔۔۔ ہوئے۔۔۔۔۔ تمہاری محبت۔۔۔۔۔ کا مان ساتھ لے کر۔۔۔۔۔ جارہی ہوں۔۔۔۔۔ خنخ

”خدا حافظ۔۔۔۔

آخری جملہ لڑکھرا کر کر کہتے ہوئے وہ ساکت ہو چکی تھی۔۔۔

اور وہ بیٹھا اس کے لفظوں میں کھویا ہوا تھا۔۔۔۔۔

پیچھے کمرے میں داخل ہوتی وجہہ نے ماریہ کے بے جان وجود کو دیکھ کر چیخ ماری۔۔۔۔

”آپی“

جی کے جانے کے بعد وہ کمرے میں آئی۔۔۔۔

تو کمرے کا حشر دیکھ کر دنگ رہ گئی۔۔۔۔۔

بیڈ پر اسکا سوٹ کیس رکھا ہوا تھا۔۔۔ اور سالار اس میں اس کے کپڑے ٹھوس رہا تھا۔۔۔۔

”سالار۔۔۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ“

وہ فوراً سے آگے بڑھی۔۔۔ اور اسکا ہاتھ تھام کر اسے روکا تھا۔۔۔

.... پر وہ رکا نہیں

دھیرے سے اپنے ہاتھ پر سے ماہین کا ہاتھ ہٹا کر پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

”کیا ہو گیا ہے آپ کو؟“

وہ ایک دفعہ پھر اس کا کندھا جھنجھور کر بولی۔۔۔

مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ تم جارہی ہو اپنے اس سو کالڈ دوست کے ساتھ تو میں نے سوچا تمہارا بیگ

”پیک کر دوں

وہ اپنے کام میں مصروف دھیمے مگر ٹھنڈے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

اب کہ وہ تھمی۔۔۔۔

بے یقینی سے اس کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔۔

”واقعی؟۔۔۔۔ آپ کی نظر میں۔۔ میں اتنی بے اعتبار ہوں؟۔۔۔۔“

وہ بے یقین سی تھی۔۔۔۔

مگر اگلے ہی پل وہ آگے بڑھی سالار کے ہاتھ سے اپنا سوٹ کیس جھپٹا اور سوٹ کیس بند کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

”اگر ایس ہی بات ہے نا سالار مصطفیٰ۔۔۔۔ تو واقعی مجھے چلے جانا چاہیئے۔۔۔۔۔ میں اپنی

”ساری زندگی آپ کو اپنی محبت کا یقین دلاتے ہوئے نہیں گزار سکتی۔۔۔۔۔

وہ بولتی ہوئی اپنی الماری کی طرف بڑھی۔۔۔۔ چادر نکالی۔۔۔۔۔ کندھوں پر ڈالی۔۔۔۔۔ اپنے آنسو

پونچھے۔۔۔۔۔ اور اپنا سوٹ کیس گھسیٹی دروازی کی طرف بڑھنے لگے۔۔۔۔۔

مگر اگلے ہی پل سالار اسکا ہاتھ تھام کر اسے روک چکا تھا۔۔۔۔۔

”مجھ بے وقوف کو یوں تنہا چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟“

وہ اسے اپنے قریب کرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔۔ میں چلی جاؤں گی“

وہ روتے ہوئے بھاری آواز میں بولی۔۔۔

اس کی بات پر مسکراتے ہوئے وہ اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔۔۔۔

”میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں سالار۔۔۔۔۔ مم میرے پاس آپ کے علاوہ جینے کی کوئی وجہ“
 نہیں۔۔۔۔۔ ماہین سالار کا دل آپ چراچکے ہیں۔۔۔ اور اس چوری کی سزا آپ کو ساری زندگی ملے
 گی۔۔۔۔۔

اس کے رتے روتے کہنے پر سالار نے دل کھول کر قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

”اس ناچیز کو تمھاری دی ہوئی ساری سزائیں دل سے قبول ہیں۔۔۔۔۔“
 وہ جھک کر اس کی پیشانی پر اپنی محبت کا لمس چھوڑتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔۔

چھ سال بعد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”!ماہین! ماہین“

ماہین کو آوازیں دیتا سالار سیڑھیوں سے اتر رہا تھا کہ سامنے سے آتی وجیہہ کو دیکھ کر ماہین کا
 پوچھا۔۔۔۔۔

اور اب وہ اپنے شوہر اور ایک چار سالہ بیٹے کے ساتھ کینیڈا میں خوش و خرم زندگی گزار رہی تھی۔۔۔۔۔
 سب اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ چکے تھے۔۔۔۔۔
 رک گیا تھا جو۔۔۔۔۔
 تو وہ بس عاشق تھا۔۔۔۔۔
 جو آج بھی ماریہ کی یاد میں اپنی ویران زندگی کے پل کاٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

دل میں بسنے والی
 اے لڑکی۔۔۔۔۔
 کیں دل تو نے چر الیا میرا۔۔۔۔۔
 میں تو تنہا بیٹھا ہوں اب۔۔۔۔۔
 تیری یاد میں جیتا ہوں۔۔۔۔۔
 تیری یاد میں میں مرتا۔۔۔۔۔
 اے پیاری لڑکی۔۔۔۔۔
 کیوں تم میرے دل کو بنجر کر کے۔۔۔۔۔

مٹی تلے جہاں آباد کیے بیٹھی ہو۔۔۔
 دل کو میرے چرا کر۔۔۔
 مجھے ہی دغا دے بیٹھی ہو۔۔۔
 کیوں۔۔۔
 مجھے تنہا اس جہان میں جینے کی۔۔۔
 سزا دیئے چلی گئی ہو
 زون شاہ

وہ اپنی بالکونی میں بیٹھا۔۔۔
 چائے پیتا اپنی ڈائری میں غزل لکھ رہا تھا۔۔۔
 ایک نظر اس نے نیچے بیٹھے۔
 چائے پیتے۔۔۔ ماہین۔۔۔ سالار۔۔۔ وجیہہ اور معاذ اور ان کے برابر کھیلتے بچوں پر ڈالی۔۔۔
 اور اسکی آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا۔۔۔
 ماریہ کی یاد میں۔۔۔

ختم شد